Title — KITABUL MUHABBAT WAL SHAUQ.

Author - Sayyed Mehd. Mehdi Ali.

Publisher — Matba Mufeed Aam (Agra).

Date — 1905.

Pages — 193.

Subject —

الذین آمنوا اشد حبا للہ

بفضلہ تعالیٰ

کتاب المحبت والشوق

مولفہ ومترجمہ

جناب مستطاب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب

حسب فرمایش آنریری منیجر صاحب بک ڈپو مدرستہ العلوم
علیگڈھ

بار دوم

در مطبع مفید عام آگرہ طبع گردید
۱۹۰۵ء

مختصر فہرست کتب موجودہ دوکان الفرض مدرستہ العلوم علی گڈہ
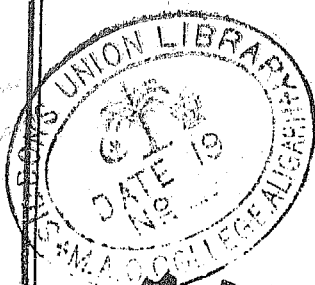
نام کتاب	قیمت
حمائل شریف مترجمہ ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی - کاغذ سفید بتی نہائی مجلد معہ نقرئی بیل	[illegible]
ایضاً . . . . . ایضاً ״ ״ ״ ״ ״ بلا جلد	[illegible]
قرآن شریف ״ ״ ایضاً ״ ״ ״ ״ ״ مجلد	۱۰
ایضاً ״ ״ ״ ایضاً ״ ״ ״ ״ ״ بلا جلد	[illegible]
قرآن شریف مترجم ہشت پہل معہ ترجمہ تفسیر حسینی اُردو کاغذ سفید ولایتی بلا جلد	۸
ایضاً ״ ایضاً ״ ״ ״ دیسی	[illegible]
تفسیر القرآن جلد اول مصنفہ سر سید احمد مرحوم - اس جلد مین سورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی تفسیر ہے مطبوعہ مفید عام اگرہ مجلد مطلا	[illegible]
ایضاً ״ ״ ״ ״ ״ ״ مجلد سادہ	[illegible]
تفسیر القرآن جلد دوم - اس جلد مین سورہ آل عمران سورہ نساء اور سورہ مائدہ کی تفسیر ہے مطبوعہ مفید عام آگرہ مجلد مطلا	[illegible]
ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً مجلد سادہ	[illegible]
تفسیر القرآن جلد سوم - اس جلد مین سورہ انعام اور سورہ اعراف کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ کاغذ سفید مجلد مطلا . . .	[illegible]
ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً کاغذ زرد جلد سادہ	للعہ
تفسیر القرآن جلد چہارم - اس جلد مین سورہ انفال سورہ توبہ - اور سورہ	

الذین آمنوا اشد حباً للہ

بفضلہ تعالیٰ

کتاب المحبت والشوق

مولفہ و مترجمہ

جناب مستطاب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب

حسب فرمایش آنریری منیجر صاحب بک ڈپو مدرسۃ العلوم
علیگڈھ

بار دوم

در مطبع مفید عام آگرہ طبع گردید
۱۹۰۵ء
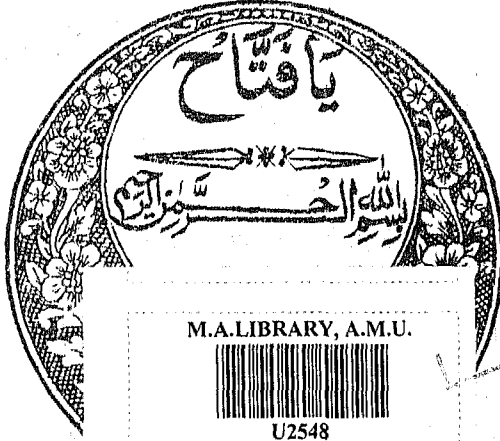
الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ واہلبیتہ اجمعین۔ بعد حمد و صلوۃ کے بندہ گنہگار مہدی علی ابن سید ضامن علی غفر اللہ ذنوبہ اصحاب ذوق اور ارباب شوق کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ کتاب احیاء العلوم جسکی تعریف نہین ہو سکتی اکثر میرے مطالعہ مین رہا کرتی اور کبھی کبھی بوقت فرصت مین اسکے بعض مضامین کو اردو مین لکھا کرتا اور مثنوی مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایات اور اشعار موقع مناسب پر ملا دیا کرتا ان دنوں مین بعض احباب نے فرمایش کی کہ احیاء العلوم کی کتاب المحبت مین سے عمدہ عمدہ مضامین منتخب کرکے بطور ایک رسالہ کے اردو مین لکھدو اور جابجا اشعار اور حکایات مثنوی کی بھی ملادو چنانچہ مین نے اسیطرح پر اس کتاب کو ختم کر دیا اگرچہ یہہ کتاب بلفظ ترجمہ اسکا نہین ہے بلکہ کہین مضمون اسکا کم ہو گیا ہے اور کہین اور کتابون کا مضمون بڑھگیا ہے مگر تب بھی اکثر مضامین اسی کتاب کے ہین اللہ جلشانہ مجھکو اور میرے دوستون اور جملہ مومنین کو اسکے دیکھنے سے فائدہ پہونچاوے آمین۔

حمد وثنا اُسی خدا کو زیبا ہے جو اپنے دوستون کے دلون کو پاک کر دیتا ہے کہ وہ دنیا
کی خوبی اور طراوت پر نظر نہین کرتے اور اونکے باطنون کو صاف کر دیتا ہے کہ سوا اُسکے
کسی طرف آنکھ اوٹھا کر نہین دیکھتے پھر انکو خالص کر لیتا ہے کہ اُسی کے بساط عزت پر بیٹھے
رہتے ہین پھر اُنپر اپنی اسماو صفات کی تجلی چمکاتا ہے کہ وہ انوار معرفت سے روشن
ہو جاتے ہین پھر اونکو اپنا جمال بے پردہ دکھلاتا ہے کہ آتش محبت مین جل جاتے ہین پھر
ان پر اپنی جلال کا حجاب کر دیتا ہے کہ جس سے صحرائے عظمت وکبریا مین بھٹکتے پھرتے ہین
پھر جب اُسکے جلال کو ملاحظہ کر کے کچھہ حظ اُٹھاتے ہین تو اونکو دہشت سے بیہوش
کر دیتا ہے کہ عقل وبصیرت سے بیخبر ہو جاتے ہین اگر نا اُمید ہو کر لوٹنے کا قصد کرتی
ہین تو لوٹنے نہین دیتا اور خطاب کرتا ہے کہ کیون اپنی جہالت اور عجلت سے مایوس
ہو کر پھرے جاتے ہو صبر کرو اور جلدی نہ مچاؤ پس نہ پھر سکتے ہین نہ پہنچ سکتے ہین نہ دور
رہ سکتے ہین نہ نزدیک جا سکتے ہین حیران ہو کر دریائے معرفت مین غرق ہو جاتے ہین

اور رحمت کاملہ نازل ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکی ذات پر نبوت کا خاتمہ ہوگیا اور اونکے
آل و اصحاب پر جنکو خلق کی سیادت اور امامت کا عہدہ عنایت ہوا۔
بعد حمد و صلوۃ کے جاننا چاہیئے کہ اللہ جلشانہ کی محبت وہ مقام ہے جسپر تمام مقامات
کا خاتمہ ہے اور یہہ وہ درجہ ہے جس پر تمام درجات کی انتہا ہے بعد سمجھنے معنی محبت
کے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مقام پہلے محبت سے نہیں ہے مگر ایک مقدمہ اسی کے
مقدمات سے ہے مثل توبہ اور زہد اور صبر وغیرہ کے اور کوئی درجہ بعد محبت کے نہیں ہے
مگر وہ ایک ثمرہ اور ایک نتیجہ اسی کے ثمرات اور نتایج سے ہے مثل شوق اور انس اور رضا وغیرہ
کے اور کوئی مقام گو کیسا ہی عزیز الوجود کیوں نہو ایسا نہیں ہے کہ جسکے امکان پر کسی کو
ایمان نہووے مگر محبت اللہ جلشانہ کی عجب مقام ہے کہ اُسکے امکان پر ایمان لانیوالے
بہی کم ہیں یہاں تک کہ بعضے علما اُسکے امکان سے انکار کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ
جلشانہ کی محبت کے سواے اسکے اور کچھہ معنی نہیں ہیں کہ ہمیشہ اُسکی اطاعت کی جاوے کیونکہ
محبت کیلئے ضرور ہے کہ محبوب اسی جنس اور اُسی کے مثل ہووے اور جب کہ وہ علماء
محبت سے انکار کرتے ہین تو اُنس اور شوق اور لذت مناجات اور تمام لوازم محبت سے بہی
انکار کرتے ہیں پس ضرور ہے کہ اس امر سے حجاب دور کیا جاوے اور حقیقت محبت
کی بیان کی جاوے اس لیئے ہم اس کتاب میں اول تو محبت کے باب مین شریعت کی
شہادت لائینگے پہر اُسکی حقیقت اور اسباب کو بیان کرینگے پہر اس امر کو لکھیں گے کہ سواے
اللہ جلشانہ کے اور کوئی استحقاق محبت کا نہیں رکہتا پہر اسکو بیان کرینگے کہ سب سے بہکر
لذت دیدار کی ہے پہر بیان کرینگے کہ دیدار آخرت میں موقوف ہے اسپر کہ دنیا مین اُسکی
معرفت حاصل ہووے پہر بیان اس بات کا کرینگے کہ وہ کون سے سبب ہیں کہ جن سے

محبت اللہ جلشانہ کی ٹبر ہے پھر اسکو بیان کرینگے کہ کیا سبب ہے کہ انسان محبت میں
باہم تفاوت رکھتے ہیں پھر بیان کرینگے کہ کیا سبب ہے کہ سمجھ لوگون کی اُس کی معرفت
سے قاصر ہے پھر معنی شوق کے بیان کرینگے پھر بیان کرینگے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے محبت رکھتاہی
پھر بیان کرینگے کہ محبت کی علامتیں کیا ہیں جس سے معلوم ہو کہ بندہ اپنے خدا کو چاہتا ہی پھر معنی اسکے
بیان کرینگے پھر اس میں جو دل کو کشادگی ہوتی ہی اُسکو لکھیں گے پھر رضا کے معنی اور اُسکی فضیلت اور
حقیقت بیان کرینگے پھر اس کو بیان کرینگے کہ دعا اور گناہ سے محبت جاتی نہیں رہتی پھر
کچھ حکایتین اور باتین عاشقون کی نقل کرینگے پس اتنے بیان اس کتاب میں ہیں

بیان شریعت کے گواہون کا ثبوت میں محبت میں بندہ کے ساتھ خدا سے عزوجل کے

اس کو جاننا چاہیے کہ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض ہے پس اگر محبت کا وجود نہ ہوتا تو فرضیت اُسکی کس
طرح ہوتی اور محبت کے معنی طاعت کے نہیں ہیں اسلئے کہ طاعت نتیجہ اور ثمرہ محبت
کا ہے اور محبت کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ خود اللہ جلشانہ فرماتا ہے یحبھم ویحبونہ کہ اللہ
جلشانہ اُن سے محبت رکھتا ہے اور وے اُس سے محبت رکھتے ہیں دوسرا قول اللہ عزوجل کا یہ ہے
والذین آمنوا اشد حبا للہ کہ ایمان والے سب سے بڑھکر اللہ سے محبت رکھتے ہیں تو اِن
آیتہ سے محبت اور تفاوت محبت کا ثبوت ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے چند حدیث میں اللہ جلشانہ کی محبت کو ایمان کے شرطیں بیان
فرمایا ہے چنانچہ ابوزربن عقیلی نے حضرت سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ایمان کیا ہی
آپ نے جواب دیا کہ ایمان یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول سے سب سے بڑھکر محبت

رکھے اور دوسری حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ کوئی ایمان نہین لاتا جب تک
کہ اللہ اور اُس کا رسول سب سے زیادہ اس کے محبوب نہ ہون اور ایک حدیث
مین بیان فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایمان نہین لاتا جب تک کہ وہ اُس کے نزدیک اُسکے
اہل وعیال اور دولت ومال اور سب آدمیون سے زیادہ محبوب نہ ہون اور ایک
روایت مین ہے کہ جب تک اُس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہون اور کیون نہو
خود اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بہائی اور مال اور دولت
اور تجارت زیادہ محبوب ہونگے بہ نسبت اللہ اور اُس کے رسول کے تو تم اُس کے
حکم کے منتظر رہو اور اُس کو محل تہدید وانکار مین ارشاد فرمایا ہے اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہے کہ اللہ اور اُسکے رسول سے محبت رکھو چنانچہ فرمایا ہے
کہ اللہ جلشانہ سے محبت رکھو کیونکہ وہ ہر روز تم کو نعمتین پہونچاتا ہے اور مجھ سے
محبت رکھو اس لیے کہ اللہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ ان آیات
واحادیث سے ثابت ہوا کہ محبت اور طاعت مین فرق ہے طاعت صرف ثمرہ محبت
اور نتیجہ محبت ہے نہ اصل حقیقت محبت پس جو لوگ محبت کی حقیقت سے انکار
کرتے ہین وہ بادہ محبت کے مزہ سے بے خبر ہین اور ہر چند ہر د عاقل اس سخن آشنا کے
دیوانہ ہے اور افسون محبت اُس کے نزدیک افسانہ لیکن ؎

عقل را ز ہمرۂ اِصارت نیست	دل شناسد کہ چیست جوہر عشق

پروانہ کو خبر ہے کہ تلخی دود شمع مین کیا حلاوت ہے اور دیوانہ کو معلوم ہے کہ زنجیر کی
جہنکار مین کیا کیفیت ہے قطعہ

تراز سوز دردن و نیاز ما چہ خبر	تو نازنین جہانی و نازپروردہ

It is said that a man came to the

چو دل بمہر نگاری نہ بستہ ای ہمہ	ترا ز حالت عشاق بیخبر چہ عجب	

روایت مین آیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ یا حضرت مین آپ کو چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر ہم کو چاہتے ہو تو فقر پر مستعد رہو پھر اُس نے کہا کہ مین اللہ جلشانہ کو چاہتا ہون آپ نے فرمایا کہ اگر خدا کو چاہتے ہو تو بلا کے تحمل پر آمادہ رہو اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب ابن عمیر کو دیکھا کہ وہ چلے جاتے ہین اور ایک بکری کے کہال کا کمر بند کمر سے باندہے ہوئے ہین کہ اونکو دیکھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو اس شخص کو کہ کس طرح پر اللہ نے اُس کے دل کو روشن کیا ہے مین نے دیکھا تھا کہ اُسکی والدین کس طرح پر اُسکی پرورش کرتے تھے عمدہ عمدہ غذائین اوسکو دیتے تھے اب اللہ اور اُس کے رسول کی محبت نے اُس کا یہہ حال کر دیا ہے جو کہ تم دیکھہ رہے ہو ان احادیث سے ثابت ہوا کہ محبت اللہ جلشانہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسی کو ہوگی جو کہ فقر اور بلا پر مستعد رہیگا اور فقر کو فخر سمجھیگا اور بلا اور مصیبت پر شکر کریگا اس لئے کہ عاشق کو صرف یہ کافی ہے کہ معشوق کے سوای کسی طرف التفات نہ کرے اُسکی محبت سے کام رکھے اگر وہ لطف کر کے اپنے پاس بلاوے تو اُسکی مہربانی ہے اور اگر بہ قہر اُسکو دور کرے تو اُس کی مرضی ہے بلکہ ہزار مرتبہ معشوق اُسکو نکالے وہ اُس کا کوچہ نہ چھوڑے اور ہزار طرح اپنا دامن چھڑاوے وہ اُس کا دامن ہاتھہ سے نہ دیکر اگر چلے تو اُسی کی طرف اگر بہاگے تو اُسی کی جانب کسی طرح پر طلب نہ چھوڑے کما قیل

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید	یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید
جان بر لب است در دل حسرت کہ از لبانش	نگرفتہ ہیچ کامی جان از بدن بر آید

ہزار معشوق اُن کا اُن سے منھہ چھپاوے وہ اُس کے دیدار کی خواہش نہ چھوڑیں اور جب تک وہ اپنا جمال نہ دکھلاوے اوسکے کوچہ سے نہ ہٹیں ہر وقت زبان حال سے یہی پکارتے رہیں ؎

بنمای رخ کہ خلقی والہ شوند و حیران		بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن برآید

بلکہ جو عاشق صادق ہیں وہ قہر میں زیادہ لطف پاتے ہین اور فقر اور بلا پر زیادہ شکر کرتے ہیں چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رح جس روز فقر و بلا سے فارغ رہتے تو کہتے تھے کہ آلہی تو نے آج نان دی مگر نان خورش کہان ہے یعنی کیا خفگی ہے کہ آج کوئی مصیبت نہیں دی اس لئے کہ مصیبت تو عاشقون کے حصہ مین ہے ؎

زاہدا نرا جنۃ الفردوس باید منزل گاہ		عاشقان را لذت اندر قعر زندان ست و بس
لطف او را عام و خاص و نیک و بد یابندہ اند		قہر او را ایش زفتن کار خاصان ست و بس

عاشق وہی ہے کہ اگر ایک لمحہ میں محبوب اُس کا اُسکو ہزار بار دار پہ کھینچے اور اپنے آپ کو اُس سے بیزار بناوے تب بھی وہ بدستور ثابت قدم رہے اور اگر ہزار مرتبہ جسم اُس کا پارہ پارہ کرے تب بھی وہ کچھ الم نہ پاوے اور اگر اُس کو درکات دوزخ میں ڈال دے تب بھی وہ کچھ پروا نہ کرے جیسا کہ حضرت ادریس علی نبینا و علیہ التحیۃ والثنا فرماتے کہ لو کان بینی و بینک بحر من نار لخضت فیہا شوقا الیک۔ کہ آلہی اگر میرے اور تیرے بیچ میں ایک آگ کا دریا حائل ہوتا تو تیرے شوق میں اُس میں کود پڑتا اور اُس سے نہ نکل جاتا۔

حکایت

لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا کہ وہ دریاے محبت میں ڈوبا ہوا اور

آتش عشق میں جلا ہوا تھا خداوند عالم نے اُس کی محبت دکھلانیکو اُسکا امتحان لیا اور اُسوقت کے نبی کو حکم دیا کہ اس شخص سے کہہ دو کہ تیرے واسطے جہنم میں جگہہ ہے تو کیون اسقدر عبادت کرتا ہے نبی نے اُس سے جاکر کہا وہ نہایت خوشی سے وجد میں آیا اور کہا کہ الحمد للہ پیام دلدار کا تو لا سے اب تک تو ہم جانتے تھے کہ ہمارا اُس محفل میں کچھ ذکر ہی نہیں ہے اب معلوم ہوا کہ جہنم میں ہمارے واسطے جگہہ تجویز کی گئی ہے اس سے بڑہکر اور کیا خوشی ہوگی تب اُس نبی کو الہام ہوا کہ تم نے ہمارے عاشقون کو دیکہا ہماری محبت نے کس طرح پر اُن کو بے خبر کر رکہا ہے کہ ہماری رضا پر راضی اور ہماری قضا پر شاکر ہیں مولانائے معنوی اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ جلشانہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی وہ خصلت کیا ہے جس سے مجہے تیری محبت زیادہ ہو جواب ہوا کہ اے موسیٰ میرے سوا کسی طرف التفات نہ کر میرے قہر کو دوسرے کی محبت سے بہتر جان اور بلا اور مصیبت مین بہی میرا دامن نہ چہوڑ اے موسیٰ تو آخر ہوشیار اور جوان اور عقیل ہے کیون میرا دامن چہوڑیگا جب کہ تو بیان کرتا ہے کہ مجھ کو تجہہ سے محبت ہے خیال کر کہ بچہ اپنی مان کا دامن کب چہوڑتا ہے مان اُس کو مارتی جاتی ہے وہ اُسی کی بدن سے چپٹتا جاتا ہے وہ ہٹاتی جاتی ہے وہ اُسی کا دامن پکڑتا ہے کما قیل ؎

گفت چون طفلی بہ پیش والدہ	وقت قہرش دست ہم وروی زدہ
خود نداند کہ جز او دیار ہست	ہم از و مخمور و ہم از او ست مست
مادرش گر سیلی بروے زند	ہم بہ مادر آید و بر وے تند
از کسے یاری نہ خواہد غیر او	زوست جملہ شر او و خیر او

خاطر تو ہم زیاد رخیر و شر	التفاتے نیست جاہاے دگر

اور خبر مشہور ہیں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے وقت نزع کے فرمایا کہ تم نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کو مارتا ہو اُسوقت اللہ جلشانہ نے وحی کی کہ تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ دوست کے ملنے سے نفرت کرتا ہو تب حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے ملک الموت اب اپنا کام کرو لیکن یہہ رتبہ اُسی شخص کا ہے جو کہ دل و جان سے اللہ جلشانہ کو چاہتا ہے اور جب کہ وہ جانیگا کہ موت سے میرا محبوب ملیگا تو اُس کیلیئے دل اُسکا بیقرار ہوگا اور سواے موت کے کچھ اچھا معلوم نہ ہوگا اور اسی واسطے اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے کہ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین کہ اے یہود اگر تم سچے ہو کہ تم خداے جلشانہ کو چاہتے ہو تو موت کی خواہش کرو اس لیئے کہ یہہ ذریعہ ہمارے وصال کا ہے مولانا فرماتے ہیں

چون تمنوا موت گفت ای صادقین	صادقم جان را بر افشانم برین
مرگ شیرین گشت و نقلم زین سرا	چون قفس ہشتن پریدن مرغ را
جانہای بستہ اندر آب و گل	چون رہند از آب و گلہا شاد دل
در ہواے عشق حق رقصان شوند	ہمچو قرص بدر بے نقصان شوند
ای حریفان من ازانہا نیستم	کز خیالاتے درین رہ ایستم
مردن اینساعت مرا شیرین شد است	بل ہم احیای پے من آمد است
اقتلونی یا ثقاتی لائما	ان فی قتلی حیاتی دائما

اور حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الٰہی مجہہ کو اپنی محبت عطا کر اور محبت اُس کی جو مجھے چاہتا ہے اور محبت اُس شے کی جو تیری محبت سے مجھے

نزدیک کرے اور اپنی محبت کو مجہے آب سرد سے زیادہ محبوب کر ایک مرتبہ ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا حضرت قیامت کب ہوگی آپ نے پوچھا کہ تو نے اُس کے واسطے کیا سامان جمع کیا ہے اُس نے کہا کہ نہ میں نے نماز نہ میں نے روزہ کثرت سے جمع کیا ہے ہان میں اللہ جلشانہ اور اُس کے رسول کی محبت رکہتا ہون آپ نے فرمایا کہ جو جس کو چاہیگا وہ اُسی کے ساتہہ رہیگا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد اسلام کے مسلمان کسی چیز سے اسقدر خوش نہیں ہوے جتنے کہ اس بات سے خوش ہوے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ جلشانہ کی خالص محبت کا مزہ چکہا وہ دنیا کی طلب نہ کریگا اور سب آدمیون سے وحشت کرنے لگیگا سچ ہے بیت

خواب راحت شد ازان دیدہ کہ دیدن دانست	رفت آسایش ازان دل کہ طپیدن دانست

اور عاشق صادق کی علامت یہی ہے کہ اُس کی نظر میں محبوب کے سوا کوئی نہ سماوے اور سب سے اُس کا تعلق چہوٹ جاوے اور کوئی خواہش اُس کے دل میں نہ رہے مراد و مطلوب اُسکا صرف محبوب ہو پس اسی واسطے جو عاشق خدا کا ہوگا اُسکو دنیا سے کچھ علاقہ نہ رہیگا طالب مولیٰ طالب دنیا نہ ہوگا جیسا کہ مولانا نے مثنوی مجنون کے حال میں ایک حکایت لکہتے ہیں کہ وہ لیلی کی طلب مین اونٹنی پر سوار ہو کر چلا اونٹنی بچہ کی محبت سے پیچہے پھر پہر آتی اور مجنون کو منزل لیلی تک نہ پہونچاتی کہ آخر اُس نے ناقہ کو چہوڑا اور کوچہ محبوب میں پہونچا ○

بود مجنون را سبک رو ناقۂ	ور بچہ لیلی مراو را ناقۂ
جای دیگر بود لیلی را نکو	شد سوار ناقہ مجنون سوی او

ناقه را میراند مجنون هر زمان　　بچه از ناقه بماندش ناگهان

میل مجنون جانب لیلی کشان　　میل ناقه جانب طفلش دوان

یکدم ار مجنون زخود غافل شدی　　ناقه گردیدی و واپس آمدی

عشق و سودا چونکه پر بودش بدن　　می نبودش چاره از بیخود شدن

آنکه او باشد مراقب عقل بود　　عقل را خود عشق لیلی در ربود

لیک ناقه بس مراقب بود و چست　　چونکه او دیدی مهار خویش سست

فهم کردی زو که غافل گشت و دنگ　　رو سپس کردی بیک ره بیدرنگ

چون بخود باز آمدی دیدی زجا　　کو پسش رفتست بس فرسنگها

در سه روزه ره بدین احوالها　　ماند مجنون در تردد سالها

گفت ای ناقه چو هر دو عاشقیم　　هر دو ضد پس همره نالایقیم

نیستت بر وفق من مهر و مهار　　کرد باید از تو صحبت اختیار

این دو همره همدگر را رهزن　　گمره آن جان کو فرو ناید ز تن

جان ز هجر عرش اندر فاقهٔ　　تن ز عشق خاربن چون ناقهٔ

جان گشاید سوی بالا بالها　　در زده تن در زمین چنگالها

تا تو با من باشی ای مرده وطن　　پس ز لیلی دور ماند جان من

راه نزدیک و بماندم سخت دیر　　سیر گشتم زین سواری سیر سیر

سرنگون خود را ز اشتر درفگند　　گفت سوزیدم زغم تا چند چند

آنچنان افگند خود را سخت زیر　　که مخلخل گشت جسم آن دلیر

چون چنان افگند خود را سوی پست　　از قضا آن لحظه هم پایش شکست

پای را بربست گفتا گو شوم — در خم چوگانش غلطان میروم
عشق مولی کے کم از لیلی بود — گوی گشتن بہر او اولی بود
گوی شو میگرد در میدان عشق — غلط غلطان در خم چوگان عشق
خانہ ویران کن فرود آی زودی — تا یکے وابستہ مرکب شوی
راہ لذت از درون نہ از برون — چند آبادانی و قصر و حصون
قصر چیزے نیست ویران کن بدن — گنج در ویرانی است ای میر من
این نمے بینی کہ در بزم شراب — مست آنگو خوش شود کو شد خراب
گرچہ پرنقشست خانہ بر کنش — گنج جو و ز گنج آبادان کنش

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے خدای جلشانہ کو پہچانا وہ اُس سے محبت کریگا اور جس نے دنیا کو پہچانا وہ اُس سے نفرت کریگا اور مومن لہو ولعب میں نہ رہیگا تا کہ غافل ہو اور جب وہ فکر کریگا تب غمگیں ہوگا اور حضرت ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ اللہ جلشانہ کی مخلوقات مین ایسے ایسے لوگ ہین کہ جن کو جنت اور اُس کی نعمتیں تو ذکر سے باز ہی نہیں رکھتیں تو اون کو دنیا کب باز رکھ سکیگی اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کا گذر تین شخصوں پر ہوا جنکے جسم لاغر اور رنگ زرد ہو گئے تھے آپ نے پوچھا کہ کس لئے تمہارا یہہ حال ہے اُنھوں نے کہا کہ دوزخ کے خوف سے آپ نے فرمایا کہ خدا ے جلشانہ پر واجب ہے کہ ڈرانیوالے کو بچاوے پھر وہان سے چلے تو اور تین شخصوں کو دیکھا کہ وہ لاغری بدن اور زردی چہرہ میں اُن سے بھی بڑہ کر تھے اُن سے بھی آپ نے وہی پوچھا اُنھون نے کہا کہ جنت کے شوق نے یہہ حال کر دیا ہے

آپ نے فرمایا کہ اللہ جلشانہ پر واجب ہے کہ جو تم چاہتے ہو وہ تم کو دے آگے جب بڑہے تو آپ نے اور تین آدمیوں کو دیکھا کہ جنکی لاغری اور ناتوانی حد سے زیادہ تھی اور جنکے چہرے نور کے آئینہ معلوم ہوتے تھے اُن سے بھی آپ نے وہی سوال کیا اونہوں نے کہا کہ اللہ جلشانہ کی محبت نے یہہ حال کر دیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم ہی مقربانِ بارگاہ ہو تم ہی خاصان درگاہ ہو تم ہی نزدیکانِ حضرت اعلیٰ ہو اور عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ میرا گذر ایک شخص پر ہوا جو کہ برف میں سوتا تہا میں نے پوچھا کہ تجھ کو برف کی سردی نہیں معلوم ہوتی اُس نے کہا کہ جس کو اللہ جلشانہ کی محبت نے سب سے بے تعلق کر دیا ہو اُس کو برف کی سردی کیا معلوم ہو ولنعم ما قیل ؎

اسیر بند تو از ہر دو عالم آزاد است		گدای کوی تو از ہشت خلد مستغنی است

اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ روز قیامت کے تمام امتین اپنے انبیاؑ کے نام سے پکاری جائینگی کہ اے امت موسیٰ اور اے اُمت عیسیٰ اور اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوائے عاشقانِ جمال ایزدی کے کہ وہ اِس طرح پکاری جائینگے کہ اے خدا کے چاہنے والو چلو اپنے محبوب کے پاس کہ یہہ سنکر اُنکو ایسی خوشی ہوگی کہ قریب ہوگا کہ دل اُن کے پھٹ جاویں اور اُن کو شادی مرگ ہو جاے اور حرم بن حیان فرماتے ہین کہ مومن جب اپنے پروردگار کو پہچانیگا اُس سے محبت کریگا اور جب محبت کریگا تب اُس کی طرف چلیگا اور جب اِس کی حلاوت پاویگا تب دنیا کو ہرگز خواہش کی نظر سے اور آخرت کو سستی اور غفلت کی نظر سے نہ دیکھیگا اور وہ اپنے جسم سے تو دنیا مین رہتا ہے اور اپنی روح سے آخرت مین رہے اور یحییٰ بن معاذ نے فرمایا ہے کہ عفو سے اُسکے گناہ دور ہوتے ہین پھر اُس کی رضا کا کیا

پوچھنا ہے اور اُسکی رضا سے سب کام پورے ہوتے ہین تو اُسکی محبت کا کیا ذکر ہے
اور اُس کی محبت عقل کو کھودیتی ہے پھر اُس کے تردد کا کیا کہنا ہے اور اُسکی مودت
سب چیز کو جو سوا اُس کے ہے بھلا دیتی ہے تو اُس کے لطف کا تو کیا ٹھکانا ہے
اور بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے جو تیرا
حق مجھ پر ہے اُسی کی قسم ہے کہ مین تجھے چاہتا ہون تو تجھ کو بھی قسم ہے اُس حق
کی جو میرا تیرے اوپر ہے کہ تو بھی مجھ کو دوست رکھ اور یحییٰ بن معاذ نے فرمایا ہے
کہ ایک رائی کے دانہ کے برابر محبت مجھکو زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے بہ نسبت عبادت
۷۰ برس کے جو بغیر محبت کے ہو ونعم ماقیل ؎

پیش حق یک نالہ از روے نیاز	بہ کہ عمرے بے نیاز اندر نماز

محبت کی حقیقت اور اُس کی اسباب کا بیان

جاننا چاہیئے کہ محبت کے واسطے معرفت یعنی پہچان کا ہونا ضرور ہے اس لئے
کہ اگر پہچان نہ ہو گی تو محبت کیونکر ہو گی پس جس چیز کی ادراک سے کسی قسم کی لذت
حاصل ہو وہ چیز دل کو محبوب ہو گی اور جس سے کچھ ایذا ہو وہ دل کو مبغوض ہو گی
پس محبوب کے معنی یہہ ہین کہ طبیعت کو اُس کی جانب رغبت ہو اور مبغوض کے
معنی یہہ ہین کہ طبیعت کو اُس سے نفرت ہو پس اگر طبیعت کی رغبت بڑہ جاوے
تو اُس کو عشق کہیں گے اور اگر نفرت بڑہ جاوے تو اُس کو عداوت کہیں گے۔

اصل دوسری

جب کہ محبت جاننے اور پہچاننے پر موقوف ہے تو جتنی خواہش کی قسمیں ہونگی
اُتنی ہی محبت کی بھی قسمین ہونگی پس ہر ایک خواہش کو ایک ایک قسم کی چیزون کی

ادراک کی قوت ہے اور اُن میں سے بعضی چیزون کی ادراک سے ایک قسم کی لذت
حاصل ہوتی ہے اور بسبب اُس لذت کے طبیعت کو اُس طرف رغبت ہوتی
ہے اور وہی چیز طبیعت سلیم کو محبوب ہو جاتی ہے مثلاً آنکھ کو اچھی صورتون اور پاکیزہ
شکلون کے دیکھنے سے ایک قسم کی لذت ملتی ہے اور کانون کو اچھی آوازون
اور موزون راگون کے سننے سے فرحت ہوتی ہے اور قوت شامہ کو اچھی خوشبوؤن
کے سونگھنے سے ایک کیفیت ہوتی ہے اور قوت ذائقہ کو اچھے کھانون سے
اور قوت لامسہ کو نرم اور نازک چیزون کے چھونے سے لذت حاصل ہوتی ہے
غرضکہ جب اِن حواسون کو ان چیزون کے ادراک سے لذت ملتی ہے تو طبیعت
کو لامحالہ اُن کی جانب میل و رغبت ہوتی ہے یہانتک کہ خود حضرت سید کائنات
علیہ افضل التحیات نے فرمایا ہے کہ مجھکو تمہاری دنیا کی تین چیزیں پیاری ہیں خوشبو
اور عورتین اور میری آنکھہ نماز سے ٹھنڈی ہوتی ہے پس حضرت نے خوشبو کو محبوب
فرمایا۔ حالانکہ آنکھہ اور کان کو اُس سے کچھہ حظ نہین ہے صرف قوت شامہ کو اُس سے
حظ ہوتا ہے اور عورتون کو محبوب فرمایا حالانکہ اُن سے صرف قوت باصرہ اور لامسہ
کو حظ ہوتا ہے نہ قوت شامہ اور ذائقہ اور سامعہ کو اور نماز کو فرمایا کہ اُس سے خنکی چشم
ہوتی ہے اور اُسی کو سب سے بڑھ کر محبوب اپنا بتلایا اور یہہ ظاہر ہے کہ یہہ حواس
خمسہ ظاہری اُس سے کچھہ حظ نہیں پاتی بلکہ وہ چھٹوان حواس ہے جو دل کا مرکب ہے
اور اسکو وہی جان سکتا ہے جو کہ دل رکھتا ہے اور حواس خمسہ کی لذتون میں تو جانور بھی
انسان کے شریک ہیں پس اگر محبت صرف اُنہیں چیزون پر منحصر ہووے جنکو یہہ
حواس خمسہ ظاہری جان سکتے ہیں اور اسی دلیل سے یہہ کہا جاوے کہ چونکہ اللہ

جلشانہ حواس کے ادراک سے باہر ہے اور خیال مین نہین آسکتا تو پھر کیونکر اُس کی نسبت
محبت کا اطلاق ہوسکے تو انسان کی خاصیت ہی باطل ہو جاسے اور اُس مین اور
جانورون مین جو تمیز بہ نسبت چھٹھوین حواس کے ہے جس کو عقل یا نور یا دل یا جو کچھ
کہو باقی نہ رہے بڑا بدنصیب وہ شخص جو محبوب حقیقی کی محبت کا منکر ہو اور بڑا بدبخت
وہ انسان جو معشوق اصلی کے عشق سے بے خبر ہو نادان وہی ہے جو اُس کی
معرفت نہ چاہے جاہل وہی ہے جو اُس سے دوستی نہ رکھے ٹوٹین وہ ہاتھ
جو اُس کا دامن نہ پکڑ سکیں پھوٹیں وہ آنکھین جو اُسکا جمال نہ دیکھہ سکین بیت

کور بہ چشمی کہ لذت گیر دیداری نشد		بشکند دستی کہ خم در گردن یاری نشد

جو لوگ اللہ جلشانہ کی محبت سے انکار کرتے ہین وہ نہیں جانتے کہ بصیرت باطنی
قوت مین بصیرت ظاہری سے بہت بڑھکر ہے اور دل کی نظر آنکھہ سے بہت زیادہ
تیز ہے اور جمال باطنی جس کو عقل دیکھتی ہے وہ جمال ظاہری سے جسکو آنکھہ دیکھتی
ہے بہت بہتر ہے اسی لئے بلاشبہہ دل کو اُن اُمور آلہی کے جاننے سے جنکو یہ
حواس ظاہری نہیں جان سکتے ایک عجیب لذت حاصل ہوتی ہے کہ ان حواس
کی لذتون سے بہت بڑھکر ہے اور اسی واسطے طبع سلیم اور عقل صحیح کو جو رغبت
اُسکی طرف ہوتی ہے وہ بہت قوی ہوتی ہے اور محبت کے معنی سوائے اِسکے
اور کچھہ نہین ہین کہ جس چیز کے چاہنے سے لذت ہووے اُس کی طرف رغبت کرنا
کہ جس کی تفصیل اب آئیگی پس یہہ سمجھہ کر اللہ جلشانہ کی محبت سے وہی انکار کریگا
جو کہ بہائم کے درجہ سے نہ نکلا ہو اور اِنہیں ظاہری حواسون کے مدرکات
پر لذتون کو منحصر جانتا ہو مولانا سے معنوی فرماتے ہیں۔

ایہا المحبوس فی رہن الطعام ‌ ‌ سوف تنجوان تحملت العظام

اغتذا بالنور کن مثل البصر ‌ ‌ وافق الاملاک یا خیر البشر

چون ملک تسبیح حق را کن غذا ‌ ‌ تا رہی ہمچون ملایک از اذا

قوت جبریل از مطبخ نہ بود ‌ ‌ بود از دیدار خلاق وجود

این چراغ شمس کو روشن بود ‌ ‌ نہ ز فتیلہ و پنبہ و روغن بود

سقف گردون کو چنین دایم بود ‌ ‌ نہ ز طناب و استنی قایم بود

ہمچنان این قوت ابدال حق ‌ ‌ ہم ز حق دان نہ ز طعام نہ ز طبق

جسم شان را ہم ز نور اسرشتہ اند ‌ ‌ تا ز روح و ز ملک بگذشتہ اند

چیدا خوانی نہادہ در جہان ‌ ‌ لیک از چشم خسیسان بس نہان

نور می نوشد مگر نان می خورد ‌ ‌ لالہ میکارد بصورت مے چرد

چون شراری کو خورد روغن ز شمع ‌ ‌ نور افزاید ز خوردش بہر جمع

نان خوری را گفت حق لا تسرفوا ‌ ‌ نور خوردن را نگفت است اکتفوا

اصل تیسری

انسان اپنی ذات کو چاہتا ہے اور غیر کو بھی اپنی ہی ذات کے لئے چاہتا ہے تاکہ وہ ہمیشہ بنا رہے اور کبھی وہ فنا نہ ہووے اسی واسطے موت اور قتل سے ڈرتا ہے اور اُس کو بُرا جانتا ہے اسی لئے انسان اول صحت اپنی چاہتا ہے پھر اپنے مال اور اولاد اور دوست آشناؤں کی بقا چاہتا ہے اس لئے کہ درحقیقت اُنکی بقا وہ اپنی ذات کی بقا سمجھتا ہے کہ نام اُس کا باقی رہیگا اور جسقدر مال اور دولت اور کنبہ قبیلہ اُس کا زیادہ ہوگا اُس کو وہ اپنی شوکت اور عزت کی ترقی

سمجھیگا پس ان سب کی محبت دراصل محبت اپنی ذات کی ہے دوسرے اُس
شخص کو چاہتا ہے جس نے اُس کے ساتھہ احسان کیا ہو اور اُسکو فائدہ پہونچایا
ہو لیکن دراصل اُن سے محبت کرنا عین اپنے ساتھہ محبت کرنا ہے مثلاً کسی کو
طبیب سے جس نے اُسکا علاج کیا ہو محبت ہو تو وہ محبت اس سبب سے ہے
کہ اُس نے اُس کو صحت دی تو یہہ محبت اپنے ہی ذات کی ہوئی تیسیر اسبب آدمی
کسی کو دوست رکھے بغیر خیال کسی فائدے کے جو اُس سے حاصل ہو مثلاً
محبت حسن و جمال کی کہ خود حسن و جمال باعث محبت ہے اور دل کو اُسکی طرف میل ہوتا ہے
گو کہ کسی قسم کا فائدہ اُس سے قضاے شہوت وغیرہ کا نہ ہو مثلاً آدمی سبزہ زار
و گلزار اور دریا اور نہر اور عمارات لطیفہ کو چاہتا ہے اور اُن کے دیکھنے سے
اُس کا دل خوش ہوتا ہے اور سواے دل کی لذت کے اور کسی قسم کا فائدہ اُس
سے حاصل نہین ہوتا۔

اصل چوتھی حسن و جمال کے معنی

جاننا چاہیئے کہ جو خیالات اور محسوسات کی تنگی میں گرفتار ہے وہ جانتا ہے
کہ حسن و جمال کے یہی معنی ہیں کہ اعضا مناسب ہون شکل اچھی ہو صورت
پاکیزہ ہو رنگ سُرخ ہو اور جس میں یہہ سب باتیں جمع ہون اُس کو حسین و جمیل
جانتا ہے اور جو شکل و صورت سے خارج ہو وے اُس کو جمیل و حسین نہین جانتا
حالانکہ یہہ غلطی اُس کی سمجھہ کی ہے بلکہ حسن و جمال کے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کا
جو کمال ہے وہ اُس میں ہو وے پس جو چیز کمال میں کامل ہوگی وہی جمال میں
کامل کہلاویگی مثلاً انسان اچھا وہی ہے جس کے اعضا مناسب ہون اور جسکا

رنگ سُرخ ہو جسکا قد وقامت معتدل ہو اور گھوڑا اچھی وہی ہوگا جس میں گھوڑے کی صفات اچھے جمع ہون خط اچھا وہی کہلائیگا جس کے حرف باقاعدہ اور درست ہون پس گھوڑے میں اگر انسان کی صفات اور انسان میں گھوڑے کی صفات ہون تو وہ ہرگز اچھا نہ کہلائیگا بلکہ برا ٹھیریگا غرضکہ ہر ایک چیز کا حسن وجمال علیحدہ علیحدہ ہے اور وہ شکل وصورت پر منحصر نہیں ہے بلکہ اُن چیزوں پر بھی اطلاق حسن کا ہوتا ہے جو حواس خمسہ کے ادراک سے خارج ہیں مثلاً اخلاق نیک وہ جس انسان میں ہونگے تو وہ صاحب خلق حسن کہلائیگا اِسی واسطے جس طرح پر کہ حسن وصورت کا صورت کے کمال پر اطلاق ہوتا ہے حسن سیرت کا سیرت کے کمال پر اطلاق ہوتا ہے بلکہ حسن صورت باعث اُسقدر محبت کا نہیں ہے جسقدر کہ حسن سیرت باعث محبت ہے ورنہ کیوں انسان انبیار اور اولیار اور ائمہ اور صحابہ اور مجتہدین اور اساتذہ اور فقرا کو دوست رکھیں حالانکہ اُنکی دوستی کہ وہ حسن سیرت کے باعث ہی عشق و صورت پر غالب ہوتی ہے اور تمام مال ومتاع بلکہ اپنے جانوں کو انسان اُن پر قربان کر دیتا ہے اور اُنکے نام پر اپنی جان فدا کرتا ہے تو یہہ محبت کچھ اُنکی شکل وجمال ظاہری کے سبب سے نہیں ہے بلکہ سیرت وکمال باطنی کے سبب سے ہے پس معلوم ہوا کہ جمال باطنی بھی باعث محبت ہے بلکہ وہ محبت جمال ظاہری کی محبت پر غالب ہے

اصل پانچویں

کبھی محب اور محبوب میں باہم محبت کا ایک اور ہی سبب ہوتا ہے کہ جس کے سبب سے دونوں میں محبت ہو جاتی ہے کہ وہ باعث نہ جمال ہے نہ کسی قسم کا فائدہ بلکہ فقط تناسب ارواح کہ خواہ نخواہ بلا کسی اور سبب کے باہم محبت ہو جاتی ہے الحاصل

اس تمہید سے ثابت ہوا کہ محبت کے پانچ سبب ہیں اور ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ان پانچوں سبب سے مستحق محبت فقط ایک ذات پاک وحدہ لاشریک لہ کی ہے اور کوئی دوسرا مستحق محبت فی ذاتہ نہیں ہے یہانتک کہ انبیا و اولیا کہ انکی محبت بھی بذاتہ نہیں ہے بلکہ انکی محبت عین محبت اللہ جلشانہ کی ہے اِس لیئے کہ محبوب کا محبوب محبوب ہی محبوب ہے کا رسول و پیغامبر محبوب ہے محبوب کا محب محبوب ہے تو اِن سب کی محبت عین محبت الٰہی ہے شعر

عشق را با تو نسبتی است درست	ہر در دھر کہ رفت بردر تست

اب ہم اُن پانچوں سببوں کو بہ تفصیل بیان کرتے ہیں۔

پہلا سبب کہ آدمی اپنی ہی ذات سے محبت رکھتا ہے اور اپنی بقا چاہتا ہے

ہم کہتے ہیں کہ یہی سبب بڑا سبب اللہ جلشانہ سے محبت رکھنے کا ہے اِسلیئے کہ جو شخص اپنی ذات کو پہچانیگا اور اپنے پروردگار کو جانیگا وہ سمجھے گا کہ میری ہستی میری ذات سے نہیں ہے بلکہ اُسکا ہست کرنیوالا اور اُسکا بنانیوالا اور اسکا سنوارنیوالا اور اُسکا درست کرنیوالا اور اُس کو عدم سے وجود میں لانیوالا اور ہی کوئی ہے کہ جسنے اُسکو پیدا کیا جس نے اُسکو زندگی دی جس نے اُسکو کمال پر پہونچایا جس نے اُسکو وہ اسباب فراہم کر دیئے کہ جس سے اُسکی زندگی ہے ورنہ انسان کیا ہے عدم محض ہے اگر فضل الٰہی شامل حال اُس کے نہ ہوتا تو پردہ نیستی سے اُسکا جمال کس طرح نظر آتا اور اُسکو مراتب کمالی و جلالی کا یہہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوتا پس وجود و ہستی اُسکی

صرف اُسی حی و قیوم کے سبب سے ہے جوکہ قایم بناتا ہے اور دیگر اشیاء کا قیام اُسکی ذات سے ہے پس جب کوئی شخص اپنی ہستی اور وجود کو درست رکھے گا تو کیونکر اُسکو دوست نہ رکھیگا جس کے سبب سے اُسکی ہستی ہے اور جب اُسکو یقین اس پر ہوگا کہ ذات واجب الوجود وہ ہے جس نے ہم کو پیدا کیا اور ہم کو بنایا اور ہم کو زندہ کیا اور ہر حال اور ہر وقت میں وہی باعث ہمارے قیام اور زندگی اور ہستی کا ہے تو ضرور وہ اُس سے محبت کریگا اور اگر یہہ جانکر بھی اُس سے محبت نہ کرے تو جاننا چاہیئے کہ وہ نہ اپنے آپ کو پہچانتا ہے نہ اپنے پروردگار کو جانتا ہے اور جب اُسکو پہچان ہی نہیں ہے تو محبت کیونکر ہوگی اس لئے کہ محبت ثمرہ معرفت ہے اسیواسطے حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے رب کو پہچانیگا وہ اُسکو چاہیگا اور جو دنیا کو پہچانیگا وہ اُسکو چھوڑیگا اور حدیث شریف میں آیا ہے من عرف نفسه فقد عرف ربه جس نے اپنی ذات کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا افسوس اُس آدمی کی بدنصیبی پر جو اپنی ذات کو نہ پہچانے اور سوائے اپنی صورت ظاہری کے اپنے جمال باطنی کی حقیقت کو نہ جانے مولانا فرماتے ہیں ؎

ای غلامت عقل و تدبیرات و ہوش	تو چرائی خویش را ارزان فروش
ہیچ محتاج مے گلگون نہ	ترک کن گلگونہ تو گلگونہ
اے رخ چون زہرہ ات شمس الضحی	ای گدای رنگ تو گلگونہا
بادہ کاندر خم ہمی جوشد نہان	زاشتیاق روئی تو جوشد چنان
اے ہمہ دریا چہ خواہی کرد نم	وی ہمہ ہستی چہ می جوئی عدم
ای مہ تابان چہ خواہی کرد گرد	ای مہ اندر پیش رویت روی زرد

تو بہر صورت کہ آئی بایستی
که منم این والله آن تو نیستی

یکزمان تنها بمانی تو زخلق
در غم و اندیشه مانی تا بہ حلق

آن تو کے باشی کہ تو آن واحدی
کہ خوش و زیبا و سرمست خودی

مرغ خویشی صید خویشی دام خویش
صدر خویشی فرش خویشی بام خویش

تو نهٔ این جسم تو آن دیدهٔ
وارهی از جسم گر جان دیدهٔ

آدمی دید است باقی گوشت پوست
هر چه چشمش دیده است آنچه ناو دست

گر تو آدم زاده چون او نشین
جمله ذرات را در خود به بین

چیست اندر خم کہ نہر اندر نیست
چیست اندر خانہ کاندر شہر نیست

دوسرا سبب کہ آدمی اُسکو چاہتا ہے جسنے اُسکے ساتھ احسان کیا ہو اور اُسکو فائدہ پہنچایا ہو

جاننا چاہیئے کہ جو شخص کسی کے ساتھ احسان و سلوک کرے یعنی اُسکو مال و دولت عطا کرے اور اُسکی حاجت برلاوے اور اُسکی اعانت کرے اور اُس سے بشیرین کلامی پیش آوے اور اُسکا معین و مددگار رہے اور اُسکو شر اعدا سے بچاتا رہے اور اُسکے مقاصد و مطالب برلانے میں اسباب فراہم کردیا کرے اور اُسکی خواہش پوری کردیا کرے اُسکے عزیز و اقارب کو خوش و خرم رکھے تو ایسا شخص ضرور محبوب ہوجائیگا اور آدمی ایسے محسن کو دل سے چاہنے لگے گا پس ہم کہتے ہین کہ یہہ وہ سبب ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سواے اللہ جلشانہ کے اور کوئی مستحق محبت کا نہیں ہے اِس لیئے کہ اگر آدمی جانے اور سوچے تو وہ سمجھے گا کہ محسن حقیقی سواے

اُسکے کوئی دوسرا نہیں ہے اور اسکے احسانات کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے کوئی محاسب اُسکو شمار نہیں کرسکتا کوئی گننے والا اُسکو گن نہیں سکتا جیسا کہ خود فرماتا ہے وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا کہ اگر اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو شمار نہ کرسکو گے اور جو ظاہر میں احسان کرتے ہیں وہ محسن مجازی ہیں درحقیقت وہ احسان بھی اُسی کی جانب سے ہے مثلاً کوئی شخص تجھے خزانہ عطا کرے تو وہ محسن حقیقی نہیں ہے بلکہ محسن مجازی ہے حقیقی محسن اللہ جلشانہ ہے اس لئے کہ اُسنے خزانہ جمع کردیا اور دینے والے کو توفیق دی کہ تجھ کو عطا کرے تو جس نے مال اور ارادہ اور توفیق کو پیدا کیا وہی سچا محسن ہے اگر اللہ جلشانہ مال کو نہ پیدا کرتا تو خزانہ کہاں سے جمع ہوتا اور اگر دینیوالے کا دل تیری طرف راغب نہ کرتا تو وہ کیونکر تجھے دیتا اس لئے کہ سب مطیع و فرمانبردار اُسی کے ہیں تو یہہ سب احسان دراصل اُسی کی ہوئے اور دینے والا صرف ایک واسطہ ہوا یعنی جو شخص نظر غور سے احسانات کیطرف دیکھے گا تو وہ سوائے اللہ جلشانہ کے کسی کو محسن نہ پاویگا اور کوئی احسان کرے وہ سمجھے گا کہ میرے خدا نے یہ احسان کیا اللہ جلشانہ فرماتا ہے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ جہان منہہ کروگے اللہ ہی کو پاؤگے مولانا فرماتے ہیں ؎

چون محمد پاک شد زین نار و دود	هر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
هر کرا باشد ز سینہ فتح باب	او ز هر شهرے به بیند آفتاب
حق پدیداست از میان دیگران	همچو مه اندر میان اختران
جان نامحرم نہ بیند روی دوست	جز همان جان کاصل او از کوی اوست

پس اگر احسان کرنیوالے سے محبت رکھنا امر طبعی ہے تو کوئی شخص سوائے اللہ جلشانہ کے مستحق محبت نہیں ہے اور باوجود اسکے اللہ جلشانہ سے محبت نہ رکھنا

دلیل جہالت ہے کہ اُسکو محسن نہیں جانتے اور احسان کو محسن مجازی پر ختم کرتے ہیں
حالانکہ یہہ کیسی غلطی ہے اس غلطی کو ایک مثال سے سمجھنا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی سائل کسی
بادشاہ سے کچھہ سوال کرے اور وہ اُسکو اپنے خزانہ سے کچھہ عطا کرے تو اول وہ
اپنے وزیر کو حکم دیگا وزیر اپنے نائب سے کہیگا نائب خزانچی کو اجازت دیگا خزانچی اپنے
ملازمون کو اجازت دیگا یہانتک کہ درجہ بدرجہ اُس سائل کو ایک سپاہی لاکر روپیہ
حوالہ کریگا اب اگر وہ سائل سپاہی سے کہے کہ تو میرا محسن ہے تو نے مجھے روپیہ
دیا وہ کہیگا کہ جاہل کیون ہوا ہے میں ملازم خزانچی کا تہا اُسکا مطیع ہون اس لئے کہا
میں نے تجھے دیا ہے وہ سمجھیگا کہ خزانچی میرا محسن ہے خزانچی انکار کریگا کہ مجھے نائب
نے اجازت دی میں نے دیا میں اس خزانہ کا محافظ ہون نہ مالک تب اُس کی نظر نائب
پر ہوگی اور اوسکو محسن جانیگا وہ انکار کریگا اور کہے گا کہ میں وزیر کا نوکر ہون نہ خزانہ
کا مالک تب وہ سائل سمجھیگا کہ وزیر محسن ہے وزیر جو کہ خاص مقرب بارگاہ سلطانی
ہے خوف کریگا کہ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ تک یہ خبر پہونچے اور مجھے وہ اپنا شریک جانے
تو وہ کہے گا کہ جہالت نہ کر ادب کو ہاتھہ سے نہ دے مالک اس خزانہ کا بادشاہ ہے
نہ میں یہ احسان اُس کا ہے تو اُسی کو محسن سمجھہ تب اُس سائل کی سمجھہ میں آویگا کہ یہہ سب
واسطہ تھے اصلی محسن بادشاہ ہے اور یہہ سب نوکر چاکر اُس کے ہیں تب وہ دل
سے بادشاہ کی تعریف کریگا اور اُس کو منعم اور محسن جانیگا۔

تیسرا سبب کہ آدمی کسی کو دوست رکھے لسبب اُسکی ذات کے نہ بنظر کسی
فائدے کے

طبیعت مجبور اس پر ہے کہ جس کسی کو نیک اور اچھا جانے تو خواہ نخواہ اُس کی محبت

دل میں ہوجاتی ہے گو اُس سے خاص اُس آدمی کو فائدہ نہ پہونچے مثلاً کسی آدمی کو
معلوم ہو کہ فلاں بادشاہ بڑا عادل اور غریب پرور اور رعیت نواز پرہیزگار عابد شب زندہ دار
سخی کریم حلیم متواضع ہے گو وہ ایسی دور جگہ پر ہو کہ جہاں سننے والا کبھی پہونچ نہ سکے
تب بھی اُسکی محبت دل میں ہوجائیگی پس ہم کہتے ہیں کہ یہ سبب بھی وہ ہے جس
سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اللہ جلشانہ کے کوئی مستحق محبت نہیں ہے۔ اس
لئیے کہ صرف اللہ جلشانہ کی ذات پاک ایسی ہے جو تمام عالم پر احسان کرنیوالی ہے
تمام مخلوقات اُسنے اپنے فضل عمیم سے پیدا کیا اور اُن کو جمیع مایحتاج لہ عنایت کیا کس
طرح پر اُنکی شکل وصورت بنائی اور کس طرح پر اُنکو ضروریات سے فارغ البال کیا اور پھر
نعمتیں گوناگون دیکر اُنکو مرفہ الحال کیا اور اُن کی زیب وزینت اور عیش وآرام کی چیزیں
دیکر اُن کو صاحب شان وشوکت بنایا پس اِس سے بڑھکر دینے والا اور حاجتیں
پوری کرنیوالا اور سخاوت کرنے والا کون ہوگا کہ بےغرض سب کو دیتا ہے اور فرش
سے عرش تک جس کو دیکھئے وہ سب نمونہ اُسی کے اِحسان کا ہے تو جو شخص
ایسا محسن ہو کہ تمام عالم اُسکے اِحسان کے ایک ذرہ کے برابر نہ ہو اور جو محسن کا
اور محسن کا اور احسان کا اور احسان کے اسباب کا خالق ہو تو پھر اُس سے محبت
نہ رکھنا دلیل جہالت ہے کہ اُسکو محسن نہیں جانتا کیسا محسن جس کے اِحسان کی
انتہا نہیں کیسا سخی جس کی سخاوت کی حد نہیں جسقدر آسمان وزمین اور چاند وسورج
ستارے آب وخاک آتش وباد ہیں سب اُسی کے جود وسخا کے نمونے ہیں۔

صد ہزاران بحر وماہی در وجود	سجدہ آرد پیش آن دریای جود
چندباران عطا باران بدہ	تا بدان آن بحر درافشان شدہ

چند خورشید کرم تابان بده	تا بدان آن ذره سرگردان شده
جان و دل را طاقت اینخوش نیست	باکه گویم در جهان یک گوش نیست
هر کجا گوشے بد از وے چشم گشت	هر کجا سنگے بد از وے لیشم گشت
این ثنا گفتن ز من ترک ثنا ست	کین دلیل ہستی و ہستی خطا ست

چوتھا سبب حسن وجمال کے سبب سے محبت کا ہوتا ہے

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ہر ایک شخص کی طبیعت حسن وجمال کی محبت پر مجبول ہے اور جمال کی دو قسمیں ہیں جمال ظاہری اور جمال باطنی ظاہری جمال آنکھ سے دکھلائی دیتا ہے باطنی جمال دل سے نظر آتا ہے جمال ظاہری کو بہائم اور اطفال بھی دیکھتے ہیں جمال باطنی کو سوائے اہل دل کے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور جس آنکھ سے جو جمال نظر آتا ہے وہ اُس آنکھ کو مرغوب ہوتا ہے جمال ظاہری ظاہری آنکھ سے نظر آتا ہے اس لئے اُسکو مرغوب ہے اور جمال باطنی دل کے آنکھ سے دکھلائی دیتا ہے اسلئے دل کو محبوب ہے مثلاً انبیا اور علما اور اولیاء سے جو محبت ہوتی ہے وہ اُن کی صورت اور شکل کے باعث نہیں ہوتی بلکہ اُن کے جمال باطنی کے سبب سے ہوتی ہے جس کو کمال کہتے ہیں اور وہ منحصر ہے تین چیزوں پر اول علم دوسرے قدرت تیسرے تنزہ و تقدس پس دیکھنا چاہیئے کہ یہ تینوں صفات بدرجۂ کمال صرف اللہ جلشانہ کی ذات میں جمع ہیں نہ اور کسی میں اسی واسطے صرف وہی لائق محبت کے ہے نہ دوسرا۔

اول علم

سب جانتے ہیں کہ کسی کا علم اللہ جلشانہ کے علم تک نہیں پہونچ سکتا۔ اگر تمام اولین وآخرین کے علوم جمع کئے جاویں تو اُسکے علم کے ذرے کے برابر نہیں ہیں۔

کوئی چیز آسمان و زمین میں نہیں ہے کہ اُس سے پوشیدہ ہو تمام مخلوقات سے
مخاطب ہو کر فرماتا ہے ما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تم کو علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا
سا بلکہ اگر تمام اہل آسمان و زمین جمع ہوں اور ایک چیونٹی یا مچھر کی خلقت کی حکمت دریافت
کرنا چاہیں تو عشر عشیر بر اُس کی حکمت کے مطلع نہ ہو سکیں پس اگر صفت علم کے
باعث محبت ہو تو چاہیئے کہ سوائے اللہ جلشانہ کے اور کسی سے محبت نہ کی جاوے
اس لئے کہ سب کا علم بہ نسبت اُسکے علم کے جہل ہے۔

دوسری صفت قدرت

قدرت بھی ایک کمال ہے اور ہر ایک کمال و عزت و جلال باعث محبت ہے یہاں
تک کہ اگر انسان کسی دوسرے کے کمال کا حال سنتا ہے تو اُس کو ایک قسم کی
لذت حاصل ہوتی ہے اور اُس صاحب کمال سے محبت ہوتی ہے مثلاً جب کہ ذکر
شجاعت حضرت علی علیہ السلام کا ہوتا ہے تو دل کو ایک فرحت حاصل ہوتی ہے
اور محبت پیدا ہوتی ہے پس جب کہ اللہ جلشانہ کی قدرت اور غلبہ اور جلال اور عزت
اور کمال پر غور کیا جاوے کہ جس کے قبضہ قدرت میں تمام آسمان اور زمین اور افلاک اور
کواکب اور پہاڑ اور دریا اور ہوا اور معدنیات اور نباتات اور حیوانات اور انسان
ہیں اور کسی کو ان میں سے کچھ قدرت اپنے اوپر نہیں ہے کہ کچھ کر سکیں بلکہ سب
قبضۂ قدرت میں اللہ جلشانہ کے ہیں کہ اُسی نے ان سب کو بنایا اور اُن کے
اسباب پیدا کئے اور اُن کو اُسی نے قدرت اور طاقت دی یہانتک کہ اگر چاہے
ایک پشہ سے بڑے بادشاہ کو ہلاک کر دے اور وہی اُس قسم کی قدرت رکھتا ہے
کہ جس کے ہاتھ میں سب کی باگ ہے اور جس سے جو چاہتا ہے وہ کام لیتا ہے

اگر سب کو تباہ کردے اُس کی مملکت اور سلطنت میں ایک ذرہ کمی نہ ہو اور اگر مثل اُنکے اور ہزار ہا لاکھو کہا خلقت پیدا کردے ذرا بھی نہ تھکے پس اگر صفت کمال باعث محبت ہے تو اللہ جلشانہ سے جسکی صفت کمال اس درجہ پر ہو بڑھکر اور کون قابل محبت ہے۔

ابذلوا ورحکم یا عاشقین گوہی دولت آں سعادتمند برد	ان تکو نوا فی ہوانا صادقین کو بپاے دلبر خود جان سپرد

تیسری صفت تقدس

عیبون اور نقصان سے بری ہونا اور برائیوں اور خرابیون سے منزہ ہونا ایسی صفت ہے کہ جو باعث محبت ہے یہی صفت ہے کہ جس کے سبب سے انبیا اور اولیاء سے محبت ہوتی ہے مگر درحقیقت اُن میں بھی باوجود منزہ ہونے اُن کے عیبون اور برائیون سے یہ صفت بدرجہ کمال حاصل نہیں ہے کمال تقدس و تنزہ سوا اُس کے اور کسی کو حاصل نہیں ہے جس کی صفت ہی الملک القدوس ذی الجلال والاکرام کوئی مخلوق نقص سے خالی نہیں اس لئے کہ وہ عاجز اور مخلوق ہے پس اُن کا مخلوق ہونا اور دوسرے کا انپر مختار ہونا ہی اونکے صفت تقدس کا عیب ہے کمال تقدس صرف ایک ذات اللہ جلشانہ کو حاصل ہے پس اگر یہہ صفت باعث محبت ہے تو سوا اللہ جلشانہ کے اور کوئی لایق محبت نہیں ہے وہی صاحب کمال ایسا ہے جو اپنی شان میں یکتا ہے کوئی اُس کا شریک نہیں کوئی اُسکے برابر نہیں ایسا غنی جسکو کسی سے حاجت نہیں ایسا قدرت والا کہ جو چاہے وہی کرے کوئی اُسکا پوچھنے والا نہیں اُسکے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا اُس کے فرمان کو کوئی روک نہیں سکتا علم کا وہ حال کہ آسمان وزمین میں ایک ذرہ اُس سے چھپا نہیں قدرت کا وہ کمال کہ جسکے اختیار سے

کوئی باہر نہیں ایسا ازلی کہ جسکے وجود کی کوئی ابتدا نہیں ایسا ابدی کہ جسکے بقا کی کچھہ انتہا نہیں عدم کو اُسکے بارگاہ تک راہ نہیں سوائے اُس کی ذات کے کسی دوسری چیز کو قیام نہیں وہی ہے جس کو اپنی عزت و جلال پر ناز ہے وہی ہے جس کو اپنی شان و کمال پر افتخار ہے اُسکے جلال کی معرفت میں عقول متحیر ہیں اُسکی صفت کمال میں عارفین ششدر رہیں کمال معرفت اولیا یہہ ہے کہ اُس کے کمال کو نہیں جانتے انتہا نبوت انبیا یہہ ہے کہ اُسکی ذات کو نہیں پہچانتے ہے

این چہ مجد و بہاست سبحانہ	این چہ عز یا اعز سلطانہ
ای ہمہ قدسیان قدوسی	گرد کوئی تو در زمین بوسی
دو جہان جلوہ گاہ وحدت تو	شہد اللہ گواہ وحدت تو
ہم مقر با تو گفت وہم جاحد	لمن الملک للہ الواحد

جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا احصے ثنار علیک انت کما اثنیت علی نفسک کہ میں وہ تیری تعریف نہیں کرسکتا جو کہ تو نے اپنی ذات کی خود کی ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں العجز عن درک الادراک ادراک کہ تیری پہچان کے جاننے سے عجز عین پہچاننا ہے پس جو شخص اللہ جلشانہ کی محبت کا منکر ہے کیا وہ ان صفات کو اوصاف جمال اور صفات کمال سے نہیں جانتا یا اللہ جلشانہ کو ان صفات سے موصوف نہیں سمجھتا یا ان صفات کو بالطبع باعث محبت نہیں جانتا پس پاک ہے وہ جس نے اندہون کی آنکھوں سے اپنے جمال کو پردہ میں چھپا لیا کہ وہ نہ دیکھہ سکیں اور اپنے جلال کو اُن سے پوشیدہ کر لیا کہ اُس سے آگاہ نہ ہو سکیں نہ اپنا جمال اُن کو دکھلاتا ہے نہ اپنے کمال کو اُن پر مطلع کرتا ہے ہان یہہ دولت انھیں خوش

نصیبوں کے حصہ میں رکھی ہے جنکی قسمت میں یہہ سعادت روز ازل سے لکھدی ہو
اور جنکو حجاب کی آگ سے بچادیا ہے اور اُن بدبختون کو اس سے محروم کردیا ہے جو کہ اندہون
کی طرح اندہیارے میں ٹٹولتے پھرتے ہیں اور دنیا کی خواہشون کے میدانون میں چاپایون
کی طرح چرتے پھرتے ہیں یعلمون ظاہرا من الحیٰوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم
غافلون الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون جن نیک بختون کو اللہ جل شانہ یہہ دولت
عطا کر دیتا ہے وہ اُن بدبختون کے حال پر افسوس کرتے ہیں جو کہ اس سے بے نصیب
ہیں اور جن کو یہہ دولت حاصل نہیں ہوئی وہ اُن صاحبدلون پر ہنستے ہیں جو کہ اُسکے
پیچھے دولت دنیا کو چھوڑے بیٹھے ہیں خود مفلس ہیں اور اُن کو مفلس جانتے ہیں خود
حقیر ہیں اور اُنکو حقیر سمجھتے ہیں خود پریشان حال دنیا کی طلب میں پھرتے ہیں اور اُن کو پریشان
حال سمجھتے ہیں اسے کاش اگر اُن پر اُنکی حقیقت ذرا بھی کھل جاے اور اُن کے حالات
پر ذرا بھی اطلاع ہو جاے تو دیوانہ وار اُن کا دامن پکڑیں اور مجنون کی طرح گھربار چھوڑکر
اُنکے پیچھے ہو جاویں جیسا کہ مولانا سے معنوی اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں کہ ایک
یہودی نے بت خانہ بنایا اور وہان آگ کا ڈھیر لگا دیا جو بت کو سجدہ نہ کرتا اُس کو اُس آگ
میں ڈال دیتا ایک عورت مومنہ کو کہ جس کا بچہ گود میں تھا اُس نے پکڑا وہ عورت
کیسی تھی ؎

سجدہ بت می نہ کرد آن موقنہ	یود آن زن پاکدین و مومنہ

اور اُس سے کہا کہ اس بت کو سجدہ کر اُس نے انکار کیا تب اُس کافر نے اُس کی گود سے
اُس کے بچہ کو چھین کر آگ میں ڈالدیا اُس کی مان کا کلیجہ محبت کی آگ سے جلنے لگا اور
مضطر ہو کر چاہا کہ بت کو سجدہ کرے کہ اُس لڑکے نے آواز دی اور پکارا ؎

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم	گرچہ در صورت میان آتشم
اندر آ مادر بہ بین برھانِ حق	تا بہ بینی عشرتِ خاصانِ حق
اندر آ و آب بین آتش مثال	از جہانے کاتش ست آبش مثال
اندر آ اسرار ابراھیم بین	کو در آتش یافت ورد و یاسمین
اندر آ مادر بہ حق مادرے	بین کہ این آذر ندارد آذرے
اندر آ مادر کہ اقبال آمد است	اندر آ در مدہ دولت ز دست
اندر آ و دیگران را ھم بخوان	کاندر آتش شاہ بنہا داست خوان
اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار	اندرین آتش کہ دارد صد بہار
اندر آئید اے مسلمانان ہمہ	غیر عذب دین عذابیست از ہمہ
اندر آمد مادر آن طفل خورد	اندر آتش گوے دولت را ببرد

پانچواں سبب محبت کا مشابہت اور مشاکلت ہے

جاننا چاہیے کہ مناسبت اور مشابہت کو باہم میل ہونے میں بڑا دخل ہے لڑکا لڑکے سے بڈھا بڈھے سے جانور اپنے نوع کے جانوروں سے اسی سبب سے اُلفت کرتے ہیں ولنعم ما قیل ؎

کُند ہم جنس با ہم جنس پرواز	کبوتر با کبوتر باز با باز

اور یہ مناسبت کبھی ظاہری سبب سے ہوتی ہے جس طرح لڑکا لڑکے سے اُلفت کرتا ہے کہ لڑکائی اور ہم عمری باعث اُلفت ہے اور کبھی غیر ظاہری سبب سے ہوتی ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے کہ دو شخصوں میں باہم خود بخود محبت ہو جاتی ہے بلا ملاحظہ خیال کے اور بغیر مطالبہ مال کے اسی کے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف۔ پس یہ سبب بھی باعث محبت اللہ جلشانہ ہے اور یہہ مناسبت ظاہری شکل وصورت کے سبب سے نہیں ہے بلکہ صفات باطنی کے سبب سے ہی جن میں سے بعض کا ذکر ہم کرتے ہیں اور بعض کو جو اسرار ہیں سے ہیں لکھہ نہیں سکتے پس وہ اسباب مناسبت جو قابل ذکر ہیں یہہ ہیں کہ بندہ کو اپنے پروردگار سے قربت نزدیکی حاصل ہوتی ہے اُن صفات میں جنکے نسبت ارشاد ہے کہ عادتیں اللہ کی سیکھو چنانچہ فرمایا ہے تخلقوا باخلاق اللہ اور وہ خصلتیں کیا ہیں علم اور نیکی اور احسان اور مہربانی اور خیر اور رحمت اور نصیحت وغیرہ اخلاق نیک جنکا ذکر شریعت میں آیا ہے اور وہ مناسبت خاص کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا وہ ہے جو کہ سوائے انسان کے دوسرے میں نہیں ہے جس کی طرف اشارہ ہے قل الروح من امر ربی اگر یہہ مناسبت نہ ہوتی آدم مسجود ملایک کیونکر ہوتے اور اللہ جلشانہ کی خلافت اُن کو کیونکر ملتی اور اِسی مناسبت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لفظوں میں تعبیر کیا ہے کہ ان اللہ خلق ادم علی صورتہ کہ آدم کو اللہ نے اپنی صورت پر بنایا کہ اسی پر بعض نادانوں نے یہہ خیال کرکے کہ صورت وہی ہے جو ان حواس سے نظر آتی ہے اللہ جلشانہ کو بھی صاحب صورت تصور کرکے اُسکے جسم کے قائل ہوئے وتعالی اللہ رب العلمین عما یقول الجاهلون علوا کبیرا اور اِسی مناسبت کی طرف اشارہ ہے اِس قول میں جو کہ اللہ جلشانہ نے حضرت موسٰی علیہ السلام سے کہا کہ مرضت فلم تعدنی کہ ہم بیمار ہوئے اور اے موسٰی تم نے عیادت نہ کی موسٰی حیران ہوئے پوچھا کہ آلٰہی تو بھی بیمار ہوتا ہے جواب ہوا کہ فلان بندہ خاص ہمارا بیمار ہوا اگر تو اُس کی عیادت کرتا ہم کو وہیں پاتا۔ مولانائے معنوی

انہی مثنوی میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہٗ حج کے ارادہ پر کچھ روپیہ لیکر چلے اُن کا قاعدہ تھا کہ جس شہر میں جاتے بندگان خاص کی جستجو کرتے اور جو مل جاتا اُس کی زیارت کرتے چنانچہ اُنھون نے اسی سفر میں ایک مقام پر ؏

دید پیرے با قدے ہمچون ھلال	دید دروے فر وشان قو الجلال
گفت عزم تو کجا اے بایزید	رخت غربت را کجا خواہی کشید

حضرت بایزید بسطامی نے کہا کہ حج کو جاتا ہون اُس شیخ نے کہا کچھ پاس بھی ہے جواب دیا کہ دو سو درم ہیں اُس نے ؏

گفت طوفی کن بگردم ہفت بار	وان نکوتر از طواف حج شمار
وان درمہا پیش من نہ اے جواد	دان کہ حج کردی و حاصل شد مراد
عمرہ کردی عمر باقی یافتی	صاف گشتی بر صفا بشتافتی
حق آن حقی کہ جانب دیدہ است	کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
تا بکرد آن خانہ را در وے نرفت	وندرین خانہ بجز آن حی نرفت
چون مرا دیدی خدا را دیدۂ	گرد کعبہ صدق بر گردیدۂ
چشم نیکو باز کن در من نگر	تا بہ بینی نور حق اندر بشر

پس اللہ جلشانہ کے ایسے خاص بندے بھی ہوتے ہیں جنکو اس درجہ مناسبت اُس سے ہوتی ہے لیکن مناسبت نہیں ہو سکتی جب تک کہ بندہ بعد احکام فرائض کے نوافل پر مواظبت نہ کرے اور اُس سے تقرب نہ چاہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ بندہ نوافل سے یہانتک مجھ سے نزدیک ہو جاتا ہے کہ آخرکار میں اُسکو چاہنے لگتا ہون اور جب میں اُسکو چاہتا ہوں تو میں ہی اُسکا

کان ہوجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور مین ہی اُسکی آنکھہ ہوجاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور مین ہی اُسکی زبان ہوجاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے یہہ وہی مقام ہے جس مین زیادہ بولنا نہیں چاہیئے اور جس سے بہت لوگ گمراہ ہوگئے ہیں ہیچ ہے سہ

درنیابد حال پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام
انچہ میگوییم بقدر فہم تست	مردم اندر حسرت فہم درست
ما چہ خود را در سخن آغشتہ ایم	کز حکایت خود حکایت گشتہ ایم
این حکایت نیست خود ای مرد کار	وصف حال است و حضور یار غار

یہ صفات جو اوپر ہم نے بیان کئے ہیں وہ ہیں جو باعث محبت ہیں اور جب کہ یہہ بدرجۂ کمال اللہ جلشانہ کو حاصل ہیں توکوئی بدرجۂ کمال مستحق محبت سوا اُسکے نہیں ہی۔

بیان اس کا کہ سب لذتون سے بڑہکر اللہ جلشانہ کی معرفت اور سب مزون سے بہتر اللہ جلشانہ کی رویت ہے۔

جاننا چاہیئے کہ انسان کو بہت قوتین دی گئی ہیں اور جو جو قوتین اُسکو دی گئی ہیں اُنکا مقتضائے طبع علیحدہ علیحدہ ہے اور اُسکو لذت اور مزہ اُسی مین ملتا ہے کہ اُس قوت کا مقتضائے طبع حاصل ہو مثلاً غضب اور غصہ ایک قوت ہے کہ اُسکے بالطبع خواہش غلبہ اور انتقام ہے پس غلبہ اور انتقام ہے اُسکی لذت ہے خیال کرنا چاہیئے کہ جب کوئی شخص دشمن سے انتقام لیتا ہے اور اُس پر غلبہ پاتا ہے توکیا خوشی حاصل ہوتی ہے یا قوت خواہش طعام کی ہے اور وہ واسطے غذا حاصل کرنے کے بنائی گئی ہے پس اُسی میں اُسکی لذت ہے اور اسی طرح پر دیگر قوتون سامعہ اور باصرہ

اور شامہ کا حال قیاس کرنا چاہیئے پس ان سب قوتون کی لذت اُسکے مقتضائے طبع کے ملنے میں ہے اور رنج اور دکھ اُسکے نہ ملنے میں اسی طرح پر دل میں ایک قوت ہے جسکا نام ہو نور آلہی اور اُسی کو عقل اور اُسی کو ایمان اور یقین کہتے ہیں اور یہہ قوت اس لئے دی گئی ہے کہ اُسکے ذریعہ سے حقائق اشیاء دریافت کی جاوین پس اس قوت کا مقتضائے طبع معرفت اور علم ہے اور یہی اُس کی لذت ہے اور علم خاص ترین صفات ربوبیۃ سے ہے خیال کرو کہ جب کسی انسان کی تعریف اُسکے علم کے سبب سے کیجاتی ہے کیا لذت اُسکو حاصل ہوتی ہے اور کسقدر وہ خوش ہوتا ہے اور قوت علم کے بقدر شرف معلوم کی ہے پس کوئی شئے اجل و اعلیٰ و اشرف موجودات میں اُس سے نہیں ہے جو کہ سب کا پیدا کرنیوالا اور سب کا سنوارنے والا اور سب کا تدبیر کرنے والا اور سب کا تربیت دینے والا ہے پس اُس کی ربوبیت کے اسرار پر مطلع ہونا اور اُس کی ترتیب امورات کا جو کہ تمام موجودات کو محیط ہیں علم حاصل ہونا سب انواع علوم سے بڑھکر ہے اور سب سے زیادہ تر اُس میں لذت اور لطف ہے بلکہ جب کوئی شخص اس علم کے مزہ سے واقف ہو جاتا ہے تب اور علموں کو جہل سمجھتا ہے اور سچ ہے (بہاء الدین آملی) ؏

علم نبود غیر علم عاشقی	ما بقی تلبیس ابلیس شقی
کل من لم یعشق الوجہ الحسن	قرب الرحلی الیہ والرسن
دل کہ فارغ شد ز مہر آن نگار	سنگ استنجاء شیطانش شمار
این علوم و این خیالات و صور	فضلہ شیطان بود بر آن حجر
تو ز غیر علم عشق از دل نہی	سنگ استنجاء بہ شیطان میدہی
لوح دل از فضلہ شیطان بشو	ای مدرس درس عشقی ہم بگو

چند چند از حکمت یونانیان | حکمت ایمانیان راہم بدان
چند زین قصہ و کلام بے اصول | مغز را خالی کنی ای بو الفضول
صرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف | از اصول عشق ہم خوان یکدو حرف

جاننا چاہیئے کہ اس عالم ظاہری میں کوئی لذت حکومت اور ریاست سے بڑھکر نہیں ہے جس کے واسطے اہل ہمت تمام مزے کھانے پینے عیش و آرام کے چھوڑ دیتے ہیں اور جو کم ہمت ہوتے ہیں وہ عیش و آرام کے لطف میں رہکر اُس مزہ کو کھو دیتے ہیں اسی طرح جو بڑے عالی ہمت ہیں وہ اس ظاہری عالم کی حکومت اور ریاست کو اُس لطف اور شرف کے واسطے چھوڑتے ہیں جو کہ اسرار ربوبیت کے علم سے اُن کو حاصل ہوتی ہیں جس لذت کو کوئی نہیں جان سکتا کہ کیسی ہے یہہ وہ لذت ہے جسکو نہ کسی آنکھہ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی بشر کے دل پر اُس کا خیال گذرا یہہ وہ لذت ہے جو ہمیشہ رہیگی اور جس میں کسی طرح کی کدورت نہیں ہر طرح سے پاک اور صاف ہے پس جو لذت اللہ جلشانہ کی معرفت میں اور اُسکی صفات اور افعال اور نظام ممالکت کو غور کرنے میں ہے وہ کسی دوسری چیز میں نہیں ہے پس جو لوگ اُس کے افعال اور انتظام پر جو کہ فرش زمین سے اعلی علیین تک ہے غور کرتے ہیں اور اُسکی قدرتوں کے میدانوں میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور اُس کی صنعت کے باغوں کو اپنے دل کی آنکھون سے دیکھتے ہیں اور اُسکی معرفت کے طرح طرح کے خوش ذائقہ پھلون اور میوؤں کو چکھتے ہیں اور اُسکی قدرت کے رنگا رنگ پھلون کو دیکھتے ہیں اور قسم قسم کی خوشبو سونگھتے ہیں وہ ہر وقت ایسی جنتوں میں رہتے ہیں کہ جن کا عرض آسمان و زمین سے زیادہ ہے وہ ایسے باغوں کا گلگشت کرتے ہیں کہ جس باغ کا

ہر چمن پہ نئے ڈھنگ کا اور جس چمن کا ہر تختہ نئے رنگ کا ہے ہر قطعہ میں نیا ہی شجر نظر آتا ہے ہر شجر میں نیا ہی ثمر دکھلائی دیتا ہے اس باغ میں کوئی پہول نہیں جو اپنے رنگ میں البیلا نہو اور کوئی پہل نہیں جو اپنے مزے میں اکیلا نہو جس پہول کو دیکھیئے وہ اپنے جوبن میں نرالا ہے جس پہل پر نظر کیجیئے وہ اپنے ذائقہ میں دوبالا ہے رباعی

شاخ ہزار گل و گلے صد ہزار برگ	برگے ہزار رنگ و رنگے ہزار بو
نتوان حساب یافت زگلہای این چمن	در صد ہزار عمر ابد آورین نکو

پس جن لوگوں نے ان جنتوں کو دیکھا اور ان گلوں کو سونگھا اور ان میووں کو چکھا وہ کب اور کسی میں کچھ لذت پا سکتے ہیں موت بہی اُن سے وہ لذت نہیں چُہڑا سکتی اس لئے کہ موت صرف اُنکے احوال کو تغیر کر دیتی ہے بلکہ جو موانع اور شواغل ہیں اُنکو دور کر دیتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ اس آیۃ سے یہ نہ سمجہنا کہ یہہ مخصوص اُنہیں شہیدوں کو ہے جو کہ میدان جنگ میں مارے جائیں بلکہ عاشقان جمال ایزدی ہر لحظہ ہزار بار شہید ہوتے ہیں اور ہزار مرتبہ زندہ ہوتے ہیں اور پھر ہزار مرتبہ مقتول ہوتے ہیں ؎

کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جان دیگر است

الحاصل جاننا چاہیئے کہ لذت پہچاننے اللہ اور اُس کے صفات اور افعال اور اسرار اور حکمتوں کے سب لذتوں سے بڑہکر ہے اور یہہ لذت اُسکو نہیں حاصل ہو سکتی جو کہ دل نہیں رکہتا ہے اس لئے کہ دل ہی معدن اس قوت کا ہے اور جو دل رکہتے ہیں جب کہ وہ اللہ جلشانہ کی معرفت میں فکر کرتے ہیں اور اُن پر اسرار آلہی کچہہ کُہلتے ہیں تو اُن کو وہ فرحت ہوتی ہے کہ قریب اس کے ہو جاتے ہیں کہ اُنکو شادی مرگ ہو جائے

اور مرجائیں اور وہ خود تعجب کرتے ہیں کہ ایسے سرور اور فرحت کی برداشت اُنکو کیونکر ہوئی اور کیونکر متحمل اِسکے ہوئے اور یہہ کیفیت وجدانی ہے نہ زبانی دل ہی اِس کیفیت کو جانتا ہے تقریر کو اِس میں کچھہ دخل نہیں دل ہی وہ باغ ہے جس میں معرفت کا شجر ہے دل ہی وہ شجر ہے جسمیں محبت کا ثمر ہے دل ہے وہ چمن ہے جس میں ہزاروں پھول پھولتے ہیں دل ہی وہ نہال ہے جسمیں ہزاروں پھل لگتے ہیں دل ہی وہ دریا ہے جس سے ہزاروں دُر نکلتے ہیں دل ہی وہ صدف ہے جس میں ہزاروں گوہر پیدا ہوتے ہیں محبت کی کان دل ہے معرفت کا خزانہ دل ہے بوستان اُلفت جسے کہتے ہیں وہ دل ہے گلستان مسرت جسے کہتے ہیں وہ دل ہے دل ہی وہ تخت ہے جسکو عرش سبحان کہتے ہیں نہیں نہیں دل ہی وہ مکان ہے جسے لامکان کہتے ہیں دل اُسکے گھر کا نام ہے جو بے نشان ہے اُسکی حقیقت کون جاسکے یہہ اُسی کی شان ہے اُسی نے دل کو یہہ وسعت دی کہ سب کی سمائی اُس میں ہو جاتی ہے اُسی نے اُسکو یہہ فراخی دی کہ سب کی گنجایش اُس میں ہو جاتی ہے کوئی چیز نہیں کہ اُس میں نہ سما سکے کوئی شے نہیں کہ اُس میں نہ آسکے چیزوں کا ذکر چھوڑو اشیاء کا نام نہ لو وہ اُس میں سما جاتا ہے۔ جو کہیں نہیں سماتا وہ اُس میں رہتا ہے جو کہیں نہیں رہتا وہ اُس میں نظر آتا ہے جو کہیں دکھلائی نہیں دیتا وہ اُس میں ٹھہرتا ہے جو کہیں نہیں ٹھیرتا جو زمین پر نہیں سماتا جو آسمان میں نہیں آتا وہ دل ہی میں آجاتا ہے نہ زمین میں یہہ گنجایش نہ آسمان میں یہہ وسعت جو مومن کے دل میں ہے مولانا فرماتے ہیں ؎

آسمان را این بزرگی از کجاست	کہ دل پاک ولی اللہ راست

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است	من نہ گنجم ہیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز	می نہ گنجم این یقین دان ای عزیز
در دل مومن بگنجم ای عجب	گر مرا جوی دران دلہا طلب
کام در صحرای دل باید نہاد	زانکہ در صحرای گل نبود کشاد
این آباد است دل ای دوستان	چشمہا و گلستان در گلستان

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے بعض بندے ایسے ہیں کہ جن کو خوف جہنم اور اُمید جنت تو اللہ جلشانہ سے جدا ہی نہیں کرتی اُنکو دنیا کب اُس سے جدا کر سکیگی کسی دوست نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کس شے نے تم کو برانگیختہ کیا ہے عبادت کی طرف اور چھوڑ لیا ہے علاقہ تمہارا خلق سے تھوڑی دیر خاموش رہے پھر جواب دیا کہ موت کی یاد نے اُس نے پھر پوچھا کہ موت کیا ہے کہا کہ ذکر قبر و برزخ اُس نے کہا کہ قبر کیا ہے جواب دیا کہ خوف جہنم اور اُمید جنت اُس نے کہا کہ یہ کیا ہے ایک مالک ایسا ہے کہ یہہ سب کچھ اُسی کا ہے اگر اُس سے محبت رکھے تو یہہ سب تجھے بھلا دے اور اگر تیری اور اُس کی پہچان ہو جاوے تو وہ سب اپنے ذمہ لے لے اور سب کام تیرے کر دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اخبار میں آیا ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ طالب اپنے رب کا ہے تو سمجھہ لو کہ اُسکی طلب نے اُس سے اور سب کو بھلا دیا ہے بعضے بزرگوں نے بشر بن حارث کو خواب میں دیکھا اُن سے پوچھا کہ ابو نصر تمار اور عبدالوہاب وراق کا کیا حال ہوا جواب دیا کہ اُن دونوں کو میں خدا کے پاس چھوڑ آیا ہوں خوب کھاتے پیتے ہیں اُس نے پوچھا کہ پھر تم کیا کرتے ہو جواب دیا کہ اللہ جلشانہ جانتا ہے کہ مجھکو

کھانے پینے کی کچھ خواہش نہیں ہے اس لئے مجھے اجازت دیدار کی دے دی ہے
کہ میں اسکا جمال دیکھہ رہا ہوں ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آج اپنے
نفس میں مشغول ہوگا وہ کل بھی اپنے ہی شغل میں رہیگا اور آج جو اپنے رب کی طرف
مشغول ہوگا وہ کل بھی اسی شغل میں رہیگا حضرت ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت
رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا کہ اپنے ایمان کی حقیقت بتلاؤ جواب دیا کہ اسکی
عبادت نہ جہنم کے خوف سے کرتی ہوں نہ جنت کی امید پر کہ مزدوراں کم ہمت میں شمار
ہوں بلکہ میں اس لئے عبادت کرتی ہوں کہ اس سے محبت رکھتی ہوں اور اسکے ملنے
کی مشتاق ہوں اور چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہہ ہے تجھے میں چاہتی ہوں
دو طرح کا چاہنا ایک محبت خواہش کی دوسری محبت تیری ذات کی کہ تو لایق محبت کے
ہے پس اول محبت نے مجھے ایسا تجھ سے مشغول کردیا کہ اور سب کو بھول گئی اور
دوسری محبت نے تیرا حجاب اٹھادیا کہ میں نے تجھے دیکھہ لیا پس اس میں یا اس میں
میری کچھ تعریف نہیں ہے دونوں میں تیری تعریف ہے کہ جس نے مجھے یہ دونوں
نعمتیں دیں اور لذت مطالعہ جمال ربوبیت بعض لوگوں کو اس دنیا میں بھی حاصل
ہو جاتی ہے مگر انھیں کو جن کی صفائی قلب مرتبہ غایت کو پہونچ گئی ہو ایسے ہی حالت
کے پہونچنے والوں میں سے بعض نے کہا ہے کہ میں کبھی یا رب اور یا اللہ نہیں کہتا
اور یہہ کہنا میرے دل پر پہاڑ سے زیادہ بھاری معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ ندا اور پکار
اسکو ہوتی ہے جو حجاب میں ہو اور جو دونوں سامنے ہوں وہاں ندا کا کیا کام ہے اور جب
اس مرتبہ پر کوئی شخص پہونچ جاتا ہے تو خلق اسکو پتھر مارنے لگتی ہے اس لئے کہ باتیں اسکی
درجہ عقل سے نکل جاتی ہیں اور جو کچھ وہ کہتا ہے لوگ اسکو جنون اور کفر سمجھتے ہیں پس

مقصد اور مطلب عارفین کا صرف وصال اور لقا رب العالمین ہے جب وہ حاصل ہو گیا سب غم جاتے رہے اور سب خواہشیں دور ہو گئیں وجود ہی سے بے خبر ہو گئے پھر کس کی خبر کہیں دل اُس لذت وصال میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ اگر دوزخ میں ڈال دیا جاوے تو اُس پر کچھ اثر نہ ہو اگر جنت کی نعمتیں اُسکے سامنے رکھ دیجائیں اُسے کچھ خبر نہ ہو پس افسوس ہے اُسکے حال پر جو کہ لذت کو صرف محسوسات پر منحصر سمجھتا ہے حالانکہ کوئی لذت اُس سے بڑھکر نہیں ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے (وھجرہ اعظم من نارہ ووصلہ اطیب من جنتہ) کہ جدائی اُسکی دوزخ سے بڑھکر ہے اور وصال اُسکا جنت سے بہتر ہے اور اِس لذت کا لطف صرف اُسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو کہ درجہ بدرجہ ترقی پاکر اس لذت کے مزہ سے واقف ہو گیا ہو اِس لئے کہ کوئی لذت ایسی نہیں ہے کہ جسکے مزے سے وہ لوگ واقف ہو سکیں جو کہ اُس درجہ تک نہیں پہونچے دیکھنا چاہیئے کہ جب تک انسان لڑکا رہتا ہے اُس کو کھیل اور تماشا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور اُسی کو وہ بڑی لذت جانتا ہے پھر جب ذرا بڑا ہوتا ہے تب پوشاک اور خوراک اور زیب و زینت کے مزے سے آگاہ ہوتا ہے اُس وقت اُس لطف کے آگے کھیل و تماشے کی حقارت کرتا ہے جب جوان ہوتا ہے تب حسینوں کی صحبت اور محبوبوں کی الفت کے مزے سے آگاہ ہو کر سب کو اسکے سامنے بُرا جانتا ہے جب ریاست اور حکومت کی لذت سے آگاہ ہوتا ہے تب سب کو چھوڑ کر اسی کو اعلیٰ اور بہتر لذت سمجھتا ہے کہ اُس کا جاہ و جلال اور عزت اور کمال اور رعب داب اور شان و شکوہ اور حکومت اور ریاست سب سے بڑھا ہوا ہو درحقیقت دنیا کی آخری لذت یہی ہے اسی طرح پر جب کہ انسان اللہ جلشانہ

کی معرفت کی لذت سے آگاہ ہو جاتا ہے تو وہ ریاست اور حکومت بھی چھوڑ بیٹھتا ہے
اور وہ سب کو حقیر جانتا ہے تب رؤسا اور امرا اُس پر ہنستے ہیں جس طرح پر کہ لڑکے
کھیل چھوڑنے پر بڑوں کو ہنستے ہیں اُسوقت اُن ہنسنے والوں سے عارفین کہتے ہیں
کہ (ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فسوف تعلمون) کہ تم ہم سے ہنستے
ہو ہم بھی جلد تم کو ہنسیں گے اور قریب ہے کہ تم جان لو گے۔

بیان اسکا کہ لذت دیدار اُسی کو آخرت میں زیادہ ہوگی جسکو دنیا میں معرفت اُس کی حاصل ہے

جاننا چاہیئے کہ مدرکات کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو کہ خیال میں آسکے دوسرے وہ جو کہ
خیال میں نہ آسکے اول قسم میں صورتیں اور اجسام اور شکل اور رنگ داخل ہیں دوسری
قسم میں ذات سبحانہ تعالیٰ کی اور وہ شے داخل ہے جو کہ جسم نہیں رکھتی مثل علم
اور ارادہ وغیرہ کے اور جس نے کسی انسان کو دیکھا ہو پھر آنکھ بند کرے تو خیال میں
اُس کی صورت کو اُسی طرح پر پاویگا کہ گویا وہ دیکھ رہا ہے لیکن جب آنکھ کھول کر دیکھیگا
تو اُس کو زیادہ صاف پائیگا پس خیال اول ادراک ہے اور رویت یعنی دیکھنا کمال
ادراک ہے پس جسطرح متخیلات کے دو درجے ہیں اسی طرح کی معلومات کے
دو درجے ہیں ایک درجہ اولیٰ ہے دوسرا درجہ کمال کا ہے پس جس طرح پر متخیلات
کے دیکھنے میں اللہ جلشانہ نے یہ قاعدہ رکھہ دیا ہے کہ آنکھ بند کرنے سے حجاب ہو جاتا
ہے اور رویت کامل نہیں ہوتی اور صرف خیال رہتا ہے اسی طرح پر جو معلومات کہ
خارج از خیال ہیں اُن کا دیکھنا نہیں ہو سکتا جب تک کہ نفس پر حجاب عوارض بدنی کا تمام

اور شہوات اور صفات بشری کا غلبہ ہے بلکہ حیات دنیاوی ایسا ہی اُسکے لئے حجاب
ہے جیسا کہ پلکیں آنکھ کے دیکھنے کی حجاب ہیں اور اسی لئے اللہ جلشانہ نے حضرت
موسیٰ سے کہا کہ لن ترانی اور فرمایا کہ تدرکہ الابصار یعنی اس دنیا میں نہ دیکھ سکو گے اور
صحیح یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو اللہ جلشانہ کو نہیں دیکھا
پس جب کہ حجاب زندگی بسبب موت کے اُٹھ جاتا ہے نفس کدورات دنیا میں اور شا
باقی رہ جاتا ہے پس اگر کدورت غالب ہے اور قابل صفائی کے نہیں ہے تو مثل
اُس آئینہ کے ہے کہ جس کے جوہر کو زنگ نے کھالیا ہو اور کچھ بھی قابلیت اصلاح
کی نہ رہی ہو یہہ وہ لوگ ہیں جن کی شان میں آیا ہے (کلا انہم عن ربہم یومئذ
لمحجوبون) کہ وہ ہمیشہ حجاب میں رہیں گے اور ابدالآباد خلد فی النار رہیں گے عیاذاً باللہ
اور اگر کدورت نے بالکل خراب نہ کر دیا ہوا ور قابل اصلاح کے رکھا ہو تو وہ آگ میں واسطے
اصلاح کے ڈالے جاوینگے اور جسقدر کدورت ہوگی اُتنا ہی عرصہ اُنکے آگ میں رہنے
کا ہوگا تاکہ اُن کی کدورت جاتی رہے کمتر درجہ اُس کا ایک ساعت اور بڑا سات ہزار
برس ہیں اور کوئی نفس نہیں ہے کہ اس عالم سے گذر کرے اور کچھ کدورت نہو
گو کہ وہ بہت ہی کم ہو اسی لئے فرمایا ہے (وان منکم الا واردہا کان علیٰ ربک
حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا) پس اس امر کا جو
یقین ہے کہ آگ پر گذرنا ہوگا اور اُس سے بچکر نکلنے کا یقین نہیں ہے پس
جب کہ اللہ جلشانہ اُس کو اچھی طرح پر پاک اور صاف کر لیگا اور وعدہ پورا ہو جائیگا۔
تب وہ لایق اسکے ہوگا کہ اُس میں تجلی جمال ہووے اور یہہ تجلی جمال ہر شخص میں جو کہ نجات
پائیگا مطابق اُسکے استعداد اور معرفت کے ہوگی اور اسی کا نام رویت اور دیدار ہے

نہ وہ رویت اور دیدار کہ جو مخصوص بہ صورت اور حیثیت اور مکان کے ہو کہ اللہ جلت شانہ
اِس سے پاک ہے بلکہ یہہ رویت اُسی رویت کا کمال ہے جسکو معرفت کہتے ہیں
اور جو کہ اِس عالم میں بھی حاصل ہوتی ہے اور جسکی طرف اِس آیہ کریمہ میں ارشاد ہے
(نورہم یسعیٰ بین ایدیہم و بایمانہم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا) کہ اُن
کا نور اون کے آگے اور داہنے طرف ہوگا اور وہ یہہ پکارتے ہونگے کہ الٰہی ہمارے
اِس نور کو پورا کر یعنی وہی معرفت جو اُن کو اِس دنیا میں حاصل ہوئی تھی اُسکا انکشاف
کامل چاہیں گے اور اِسی واسطے رویت اور دیدار کے مرتبے کو وہی لوگ پہونچینگے
جو کہ دنیا میں اُسکی معرفت کے مرتبے پر پہونچ چکے ہیں اسواسطے کہ معرفت ہی وہ
بیج ہے جو بڑہتے بڑہتے آخرت میں بنام رویت پکارا جائیگا جس طرح دانہ بڑہتی بڑہتے
آخر کو درخت کہلایا جاتا ہے جس نے دانہ زمین میں نہ ڈالا ہو وہ درخت کہاں سے لائیگا
پس جس نے دنیا میں اللہ کو نہ پہچانا ہو وہ آخرت میں کس طرح دیکھہ سکیگا سچ فرمایا ہی
(من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ) یعنی جو یہاں اندہا ہے وہ وہاں
بھی اندہا ہی رہیگا اور جیسا کہ معرفت کے بہت سے درجات ہیں اور رویت کے
بھی بہت سے درجات ہونگے لیکن جس نے دنیا میں اِسکو کچھہ بھی نہ پہچانا ہو وہ
آخرت میں اُسکو کچھہ بھی نہ دیکھیگا اور جس نے دنیا میں کچھہ بھی لذت معرفت کی نہ پائی
ہو وہ آخرت میں کچھہ بھی لذت رویت کی نہ پائیگا اِس لئے کہ جو دنیا میں بویا ہوگا وہی
وہاں کاٹیگا حشر آدمی کا اُسی پہ ہوگا جس میں مرا ہو اور مریگا اُسی حالت پر جس میں تمام
عمر رہا ہوگا پس اصل سعادت معرفت ہے جس کو شرع نے بلفظ ایمان تعبیر
کیا ہے اگر کوئی کہے کہ اگر رویت کی لذت معرفت کی لذت کے مطابق ہوگی تو یہہ

لذت معرفت ایسی نہیں ہے کہ جس کے لئے تمام نعمتیں جنت کی چھوڑ دیجائیں پھر کیونکر وہ لوگ کہ جو رویت کی لذت پائینگے جنت کی نعمتوں کو چھوڑ دینگے جواب اُسکا یہہ ہے کہ اب بھی عارفین کو اُس کی ذات اور صفات کی فکر اور مناجات میں وہ لذت حاصل ہوتی ہے کہ اگر اِس دنیا میں اُن کو اُس کے بدلے جنت ملے وہ کبھی لیں حالانکہ لذت معرفت کو گو کیسی ہی کامل کیوں نہ ہو کچھ مناسبت لذت رویت اور دیدار سے نہیں ہے جسطرح پر کہ عاشق کو تصور اور خیال کی وہ لذت نہیں ہے جو کہ بے حجاب آنکھ کے دیکھنے سے ہے اور ہم اِسکو ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ دنیا میں لذت دیدار چند سببوں سے متفاوت ہوتی ہے۔

(اول) محبوب کا جمال میں کامل ہونا جتنا محبوب حسن وجمال میں کامل ہوگا اُتنی ہی محب کو اُس کے دیدار کی لذت ہوگی جسکا معشوق حسن وجمال میں کامل ہوگا اُسکا عاشق دیدار میں بھی پوری لذت پائیگا۔

(دوسرے) عاشق کی محبت اور عشق کا کامل ہونا جسکو محبت زیادہ ہوگی اسکو لذت دیدار کی بھی زیادہ ہوگی۔

(تیسری) جمال کا اچھی طرح پر دیکھنا مثلاً لطف بے پردہ جمال دیکھنے کا پردہ میں دیکھنے سے بڑھکر ہوگا۔

(چوتھی) دل کا فارغ ہونا اور کسی کا کھٹکا نہ رہنا اور کسی مانع کا پیش نہ آنا مثلاً جو عاشق صحیح وسالم ہو اور دہ کسی اور دھیان میں سوائے دیدار اپنے محبوب کے نہ ہو اور کسی طرح کا اور شغل نہ رکھتا ہو اور کوئی مانع اور مزاحم نہ ہو جس سے وہ ڈرتا ہو وہ جو لطف دیدار میں پائیگا وہ لطف وہ شخص نہیں پاسکتا ہے جسکا دل کھٹکے میں ہو

اب خیال کرو کہ ایک شخص کسی کو چاہتا ہے لیکن عشق اُسکا کامل نہیں ہے اور معشوق
کو بھی دور سے پردہ میں دیکھتا ہے اور اچھی طرح پر اُسکا جمال اُسے نظر بھی نہیں آتا
اور سانپ بچھو اُس کے بدن میں چپٹے ہوئے ہیں کہ جن کے درد سے اُسکا دل
بھی فارغ نہیں ہے پس اُسکو لذت دیدار میں کیا لطف ملیگا ہاں کبھی ہوا سے پردہ
اُٹھ گیا تو جمال محبوب کی ایک جھلک دور سے چمک جائیگی یا سانپ بچھوؤں کے
کاٹنے سے ایک دم کو نجات پا گیا تو آنکھ اُٹھا کر اپنے محبوب کیطرف دیکھہ لیگا لیکن یہ دیکھنا اُس دیکھنے کو
کہاں پا سکتا ہے جسکا عشق بھی درجہ نہایت کو پہونچ گیا ہے اور جس کے ایذا دینے والی بھی کوئی
شے نہیں ہے اور جو سب سے فارغ ہو کر منتظر دیدار بیٹھا ہے اگر کوئی حجاب
مانع ہے تو وہ اُسکے دور ہونے کا انتظار کر رہا ہے کہ کب یہہ حجاب اُٹھ جاوے
اور میں اپنے محبوب کو دیکھہ لوں پس یہی نسبت دیدار اور رویت کے ساتھہ معرفت
کی ہے کہ پردہ جو بیچ میں پڑا ہوا ہے وہ بدن ہے اور سانپ بچھو جو کاٹ رہے
ہیں شہوات نفسانی ہیں بھوکہہ پیاس غصہ رنج غم وغیرہ اور کمی عشق کے پھنس جانا نفس
کا دنیا میں اور نہ رکھنا شوق ملاء اعلیٰ کا اور نہ چاہنا انتقال اس دنیا سے پس عارف گو کیسا ہی
وہ کامل کیوں نہ ہو ان کدورتوں سے بالکل مبرا نہیں ہو سکتا پس کبھی کبھی جمال معرفت
سے اُس پر ایسی چمک ہو جائیگی کہ جس سے وہ دنگ رہ جاوے اور عقل اُسکی جاتی
رہے اور قریب ہو جاوے کہ دل اُسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے لیکن یہہ چمک فقط
مثل تجلی کے ہوگی اور شواغل اور افکار سے اُسکو قیام نہ ہوگا پس موت تک یہ لذت
معرفت صاف نہ ہوگی ہاں جبکہ موت سے حجاب اُٹھ جاوے اور حیات اصلی جو
بعد موت کے ہے مل جاوے تب یہہ لذت کامل ہوگی اور وہی عیش پکا ہوگا جیسا

کہ فرمایا ہے (وانما العیش عیش الاخرۃ) کہ پکا عیش عیش آخرت کا ہے پس جو شخص اس مرتبہ پر پہونچے گا وہ ضرور اللہ جلشانہ کا ملنا چاہیگا اور جب اُس کا ملنا چاہیگا تب موت کو دوست رکھے گا جیسا کہ مولوی معنوی حضرت بلال کے حال میں لکھتے ہیں ؎

چون بلال از ضعف شد ہمچون ہلال	رنگ مرگ افتاد بر روے بلال
جفت او دیدش بگفتا واحرب	پس بلالش گفت نی نی واطرب
تاکنون اندر حرب بودم ز زیست	تو چہ دانی مرگ چہ عیش است و چیست
گفت حیفست الفراق ای خوشخصال	گفت نہ نہ الوصال است الوصال
گفت امشب در غریبی میروی	از تبار و خویش غایب می شوی
گفت نی نی بلکہ امشب جانمن	از غریبی میرود سوے وطن
گفت رویت راکجا بینیم ما	گفت اندر حلقۂ خاص خدا

اور بعض مرتبہ ایسے مرتبے کے لوگ موت کا دیر کر کے آنا چاہتے ہیں تا کہ انکی معرفت کامل ہو جاے اس لئے کہ معرفت مانند تخم کے ہے اور دریاے معرفت کا کنارہ نہیں ہے پس اللہ جلشانہ کی حقیقت کا احاطہ محال ہے لیکن جسقدر اُس کی ذات اور صفات اور افعال اور اسرار پر زیادہ اطلاع ہو گی اُسی قدر لذت آخرت میں زیادہ ہو گی جس طرح پر جو شخص کہ زیادہ بیج ڈالے اور اچھی طرح پر کھیت کو بناوے اور خوب اُس کی تربیت اور پرداخت کرے تو وہ اُسی قدر زیادہ فائدہ اُٹھائیگا اور اِس بیج کا بونا سواے دنیا کے آخرت میں ہو نہیں سکتا اور نہ سواے دل کے دوسرے کھیت میں وہ بویا جا سکتا ہے اور نہ سواے آخرت کے دوسرے وقت کاٹا

جا سکتا ہے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین سعادت
یہہ ہے کہ زیادہ عمر اللہ جلشانہ کی طاعت میں گذرے اس لئے کہ معرفت کا کمال
اسی وقت ہوگا کہ بہت زیادہ عمر فکر اور مجاہدہ میں گذرے اور علایق دنیا کے جن کا ایک
دم سے چھوڑ دینا دشوار ہے رفتہ رفتہ اسقدر ترک کر دیئے جائیں کہ تجرد مطلق
حاصل ہووے پس اگر اس نظر سے کہ ابھی معرفت کامل حاصل نہیں ہوئی
کوئی شخص موت کو نہ چاہے تو وہ محبت کے خلاف نہیں ہے اہل معرفت
کا موت کو دوست رکھنا اس لئے ہے کہ وہ اپنے رب سے ملیں اور اس سے
ڈرنا اس لئے ہے کہ سامان جمع کرلیں تاکہ بے سروسامان اپنے رب کے پاس
نہ جائیں باقی اور مخلوقات کا حال یہہ ہے کہ اگر دنیا انکو اچھی طرح پر حاصل ہوئی اور عیش
و آرام سے اُن کی اوقات کٹنے لگی تو وہ موت سے نفرت کرتے ہیں اس لئے
کہ موت اُن سے اس لذت دنیا کو چھوڑا لیگی اور اگر دنیا میں انکو تکلیف ہوئی اور
رنج اور ایذا میں رہنے لگے تو وہ موت کو چاہیں گے تاکہ وہ اس رنج و غم سے نجات
پائیں اور یہہ نہیں جانتے کہ موت اُن کو وہ رنج دیگی کہ جسکے مقابل دنیا کا رنج
اُن کو راحت ہے غرض کہ اس تقریر سے جو ہم نے کی بخوبی ثابت ہوا کہ معنی محبت
کے کیا ہیں اور عشق کسے کہتے ہیں اور لذت معرفت اور رویت کی کیا ہے
اب اگر کوئی پوچھے کہ رویت باری تعالی آنکھ سے ہوگی یا دل سے اُس کا جواب
یہ ہے کہ اس میں علما کا اختلاف ہے لیکن اہل بصیرت اس طرف توجہ نہیں کرتی
اس لئے کہ کھانیوالا جو عقلمند ہوتا ہے میوے سے غرض رکھتا ہے تاکہ اُسکے
کھانے سے مزا پاوے اور یہہ نہیں پوچھتا کہ کہاں سے آیا ہے اور کس جگہ ہے

بویا گیا ہے اسی طرح پر عاشق معشوق کا دیکھنا چاہتا ہے اور اس لذت کا طالب ہے جو کہ دیدار میں ہی خواہ وہ دیکھنا آنکھہ سے ہو یا سینہ سے یا دل سے پھر اللہ جلشانہٗ کی قدرت ہے کہ جس عضو کو چاہے اُس سے جو کام چاہے لے اگر پیشانی یا سینہ میں اللہ جلشانہ ایسی خاصیت رکھے کہ وہ دیکھنے لگے تو کیا تعجب ہے بہرحال اسکی بحث فضول ہے لیکن چونکہ اخبار واحادیث سے رویت ثابت ہے اور رویت کا اطلاق آنکھہ کے دیکھنے پر ہے تو ہم کو کیا ضرور ہے کہ ہم اُس سے انکار کریں اور ظاہر لفظ کو کسی باطنی امر پر بلا وجہہ تاویل کریں اس لئے ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ ایسی آنکھہ سے اللہ جلشانہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

بیان اُن سببوں کا جن سے محبت اللہ جلشانہ کی قوی ہوتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ سب سے خوش نصیب زیادہ قیامت میں وہ ہوگا جو سب سے زیادہ اللہ جلشانہ سے محبت رکھتا ہوگا اس لئے کہ آخرت کے معنی یہی ہیں کہ اللہ جلشانہ کے حضور میں حاضر ہونا اور اُسکے دیدار کا شرف حاصل کرنا اور اس سے بڑہکر خوش نصیبی عاشق کی اور کیا ہوگی کہ فراق کے صدمے اُٹھا کر اور جدائی کے رنج دیکھکر شوق میں ڈوبا ہوا عشق میں بھرا ہوا سب کو چھوڑکر معشوق کو تلاش کرتا ہوا محبوب کو ڈھونڈہتا ہوا اُس کے بارگاہ تک پہونچے اور پھر اُس کا محبوب اُسکو اپنا جمال دکھلا کر اپنا عاشق کہکر پکارے اور ابدالآباد کو اپنے سامنے رہنے کی اجازت دیدے جہان نہ خوف رقیب کا ہو نہ ڈر جدائی کا نہ محبوب کی

خفگی کا اندیشہ ہو نہ معشوق سے ملنے کا کوئی مانع ہو اچھے وہ عاشق جن کو یہہ دن نصیب ہوا چھے وہ دن جن میں معشوق سے وصال ہو عاشقان جمال احدی قیامت کے دن جب قبرون سے اُٹھینگے محبوب کا نام لیتے ہوئے اُسکے کوچہ کو چلین گے ایسے شوق میں ڈوبے اور محبت میں بھرے ہوے ہونگے کہ نہ کوئی فرشتہ اُن کو روک سکے گا نہ کوئی ملک اُن کو تھام سکیگا دیوانوں کی طرح مدہوش بدحواس این ربی پکارتے ہوے مستوں کی مانند گرتے پڑتے این حبیبی کہتے ہوے اُسکے در کو چلیں گے جنت کو تمنا ہوگی کہ ہم پر یہہ نظر ڈالیں حورین چاہیں گی کہ ہم کو یہہ دیکھیں غلماں خواہش کرینگے کہ ہم پر نگاہ کریں وہ آنکھہ اوٹھا کر بھی کسی کی جانب نہ دیکھیں گے گوشۂ چشم سے بہی کسی کی طرف نگاہ نہ کرینگے سب کی ہوس دل میں رہ جاے گی اُن کا نغمہ یہہ ہوگا کہ آج وعدۂ دیدار ہے اُن کا ترانہ یہہ ہوگا کہ آج وصال دلدار ہے ؎

حبذا یوم سعادت مرحبا یوم الوصال	باغ من گل میکند امروز بعد از چند سال

اس حالت سے جب وہ دلداوے در دلدار تک پہونچین گے تب ارنی کا غل مچائیں گے اور اگر ہزار لن ترانی اُن کو سنائی جاے ایک نہ سنین گے اور بار بار یہی پکارینگے کہ کہاں ہیں وہ دلدار جس نے دیدار کا وعدہ آج پر کیا تھا کہاں ہے وہ محبوب جس نے حجاب اُٹھا دینے کا اقرار آج پر کیا تھا کیا آج بہی ہم مشتاق لوٹ جائیں گے کیا آج بہی ہم بے دیکھے چلے جائینگے ؎

از جمال لایزالی بر نداری گر نقاب	عاشقان لاابالی را بماند دل کباب
عاشقان نی حور خواہند نی بہشت از بہر آن	فارغ انداز کتخدائی خانمان کردہ خراب

غرض کہ عاشقان احدی اس طرح پر قبرون سے اٹھیں گے ۔

پردہ محشر بدرند عاشقان چون آن الحد	سر برآرند بادل پر آتش و چشم پر آب
بادل مجروح میگیرند و میگویند کو	آنکہ کردہ وعدہ دیدار خود روز حساب
بی تماشاے جمالت ھمی گوید روز حشر	در صف بیگانگان یالیتنی کنت تراب

پس اللہ جلشانہ ان مشتاقون پر حجاب اپنے اوٹھاویگا اور بے پردہ اُن کو اپنا جمال دکھلاویگا پس وے مشتاق اپنے پروردگار کو اس طرح پر دیکھیں گے ۔ جس طرح پر کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں اور ہمہ تن چشم ہوکر اسکے جمال کی دیدار میں مستغرق ہو جائینگے جب اُن سے پوچھا جائیگا کہ امتلئتم تمہارا جی بھر گیا وہ کہیں گے ھل من مزید کہ ابھی نہیں ابھی نہیں ذرا اور دیکھ لینے دے ۔

تیرا سو نہہ چھپا تا نہیں دیکھا جاتا	ابھی ہمنے جی بھر کے دیکھا نہیں ہے

اس لذت کو اور بڑہا اور اپنا حسن اور دکھلا اور ہر دم ایک لطف تازہ اُن کو دیدار میں ملتا جائیگا اور جسقدر حجاب اُن کی نظر سے اٹھتا جاویگا اسی قدر اُن کا شوق بڑہتا جائیگا خوشحال اُن لوگوں کا جنکو یہہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی نصیب ہوے ۔

تا ابد ای دوست حلاوت دہد	چاشنی درد تو در کام ما
عاشق دیوانہ و مست از آن	درد پیاپے رسد انعام ما
ھمی بمحبوب نظر کرد و گفت	باز بر آمد قمر از بام ما

جاننا چاہیے کہ عاشقان جمال ایزدی جو محبت کے اعلی درجہ پر پہونچ جاتی

ہیں ہر لحظہ منتظر موت کے رہتے ہیں کہ کب وہ وقت آئے کہ ہم اس زندان سے نکلیں اور اپنے محبوب کے گلستان میں پہونچیں اسی واسطے خبر میں آیا ہے کہ (الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب) کہ موت پل ہے جو کہ پہنچا دیتا ہے محب کو محبوب کے پاس اور ہر وقت عاشقان ایزدی دنیا کو اپنے واسطے قفس اور زندان سمجھکر اُس سے نکلنے کے خواہان رہتے ہیں اور اپنے آپ کو اس عالم میں مثل مسافر اور غریب کے جانکر مشتاق اپنے وطن میں پہونچنے کے رہتے ہیں اور کیوں نہ رہیں کسی عاشق نے خوب کہا ہے کہ

چرا نہ در پئے عزم دیار خود باشم	چرا نہ خاک سر کوچۂ یار خود باشم
غم غریبی و محنت چو بر نمی تابم	بشہر خود روم و شہریار خود باشم
ز محرمان سراپردۂ وصال شوم	ز بندگان خداوندگار خود باشم
بود کہ لطف ازل رہنموں شود حافظ	و گرنہ تا بہ ابد شرمسار خود باشم

الحاصل یہ معلوم ہوا کہ لذت دیدار سب سے بڑھکر ہے اور یہہ لذت اسیقدر زیادہ ہوگی جس قدر محبت زیادہ ہوگی اور محبت اللہ جلشانہ کی صرف دنیا میں حاصل ہو سکتی ہے اور اگرچہ اصل محبت سے اللہ جلشانہ کے کوئی مومن خالی نہیں ہے لیکن غلبۂ محبت جسکو عشق کہتے ہیں اُس سے اکثر محروم ہیں اور وہ دو سبب سے ہوتا ہے ایک علاقہ دنیا کا قطع ہو جاتا اور دل کا سوائے اللہ کے اور کی محبت سے خالی ہو جانا اس لئے کہ دل مثل برتن کے ہے جب کسی برتن میں پانی بھرا ہو سرکہ اُس میں نہ سمائیگا جب تک کہ کچھہ خالی نہ ہووے جسقدر پانی سے خالی ہوگا اُسی قدر سرکہ بھرا جائیگا اللہ جلشانہ فرماتا ہے (ما جعل اللہ

لرجل من قلبین فی جوفه) کہ اللہ نے ایک شخص کے دو دل نہیں بنائے ہیں اور کمال محبت یہی ہے کہ تمام دل سے صرف اللہ کی محبت رکھے اگر ذرا بھی کسی دوسرے کی طرف ملتفت ہوگا اُسی قدر نقصان اللہ جلشانہ کی محبت میں ہوگا اللہ جلشانہ فرماتا ہے (ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا) کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اُس پر قایم رہے بلکہ (لا الہ الا اللہ) کے یہی اصل معنی یہی ہیں کہ کوئی معبود اور کوئی محبوب سوائے اللہ کے نہیں ہے اور جو محبوب ہے وہی معبود ہے اسی واسطے اللہ جلشانہ فرماتا ہے (ارأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ) اور اسی واسطے حضرت نے فرمایا ہے کہ مبغوض ترین معبودوں کا جو زمین پر عبادت کیا جاتا ہے خواہش ہے پس معلوم ہوا کہ خواہش نفسانی بھی معبود ہے بہرحال اُن لوگوں کا جو اللہ کی معبودیت کا اقرار کرتے ہیں اور ہوا و ہوس کو پوجتے ہیں خدا کو معبود کہتے ہیں اور خواہش کی عبادت کرتے ہیں اور (لا الہ الا اللہ) زبان سے کہتے ہیں اور (لا الہ الا الھوا) پر عمل کرتے ہیں عمر مفت میں کھوتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے اگر سمجھتے ہیں تو کچھ نہیں کرتے فضولیات میں عمر عزیز کو ضایع کرتے ہیں اور ہر روز اپنے پروردگار سے دور ہوتے جاتے ہیں آہ آہ ع

قد صرفت العمر فی قیل و قال	یا ندیمی قم فقد ضاق المجال
قم و زمزم لی باشعار العجم	کے تریح الروح من ھم و غم
وابتدأ منہا ببیت المثنوی	للحکیم المولوی المعنوی
بشنو از نے چون حکایت میکند	و ز جدائیہا شکایت مے کند
قم و خاطبنی بکل الالسنۃ	غل قلبی ینتہی من ذا السنۃ

انہ فی غفلۃ من حالہ	خائض فی قیلہ مع قالہ
کل آن جالب قیدا جدیدا	قائل من جہلہ ہل من مزید
نائم فی الغی قد ضل الطریق	ہائم من سکرہ لا یستفیق
عاکف دہراً علی اصنامہ	یتہزؤ الکفار من اسلامہ
کم انادی وہو لا یصغی التناد	وا فوادی وا فوادی وا فواد
یا یہائی اتخذ قلبا سواہ	فہو ما معبودہ الا ہواہ

غرض کہ منجملہ اسباب ضعف محبت اللہ جلشانہ کی غلبہ محبت دنیا ہے یہانتک کہ اگر کسی کو آواز طیور اور نسیم سحر خوش کرے تو وہ خوشی بھی دنیا کی نعمتوں سے خیال کی جائیگی اور اُسی قدر کمی محبت اللہ جلشانہ کی ہوگی اور کسی کو دنیا میں سے کچھہ نہیں ملتا جب تک کہ اُس قدر حصہ آخرت سے کم نہ کر لیا جاوے اور یہہ امر ضروری ہے جس طرح پر انسان پورب کو ایک قدم بھی بڑھاویگا ضرور اُسی قدر پچھم سے دور ہوگا اور اگر کوئی ایک عورت کو خوش کریگا تو اُتنا ہی اُسکی سوت کو ناراض کریگا دنیا اور آخرت مثل دو سوتوں یا پورب پچھم کے ہیں۔

دوسرا سبب

محبت کے قوی ہونے کا قوت معرفت ہے جسقدر معرفت زیادہ ہوگی اُسی قدر محبت زیادہ ہوتی جائیگی اور یہہ مرتبہ حاصل نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ دل تمام دنیا کی شغلوں اور کاموں سے صاف اور پاک نہ ہو جاوے اور جب کہ دل دنیا سے پاک ہو جائے تب چاہیئے کہ ذکر اور فکر میں ہمیشہ مشغول رہے

اور اُسکی صفات اور ملکوت سموات اور ارض پر دہیان لگاے اسواسطے کہ کوئی ذرہ آسمان و زمین سے ایسا نہیں ہے کہ جو اُسکی حکمتون اور عجائب نشانیون سے خالی ہو جس ذرہ پر نظر کیجاے وہ اُس کی قدرت کاملہ پر شہادت دیتا ہے اور جس برگ درخت پر تامل سے نگاہ کی جاے اُسکی حکمت بالغہ پر دلالت کرتا ہے کوئی دانہ زمین سے نہیں اُگتا کہ اپنے بونے والے کی توحید پر ہزار زبان سے اقرار نہ کرتا ہو اور اپنے اُگانے والے کی قدرت پر ہزار طرح سے شہادت نہ دیتا ہو سہ

ہر گیاہے کہ از زمین روید	وحدہ لاشریک لہ گوید

جس درخت پر نظر کی جاے ہر ورق اوسکا اللہ جلشانہ کی وحدانیت کا مقر ہے جس ورق پر غور سے خیال کیا جاے اُسکی معرفت کا دفتر ہے دیکھنے والا چاہئے ولنعم ما قیل سہ

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

پس جب غور سے اُن چیزوں کی طرف نظر کی جاے اور اُسکی قدرتون پر جو کہ ہر دانہ اور ہر ذرہ سے عیان ہے تامل کیا جاے تو معرفت اُس کی بڑہتی جائیگی اور جب معرفت بڑہتی جائیگی تب خواہ نخواہ دل پر محبت کا غلبہ ہوتا جائیگا کہ ایسے قادر مطلق اور صانع برحق سے بڑھکر کون ہے جس سے محبت کی جاے جسکے قبضہ قدرت میں از فرش تا عرش اور از زمین تا آسمان اور از ملک تا ملکوت ہے جسنے ہزارون عجائب و غرائب سے آسمان و زمین کو آراستہ کیا اور ایک ایک ذرہ میں اپنی قدرت کو ظاہر کر دیا اور پہر جو کچہہ اُس نے بنایا اور جس کو پیدا کیا وہ صرف ہمارے واسطے بنایا اور پہر وہی ہر وقت ہماری حفاظت کرتا ہے ہمکو روزی دیتا ہے دشمنون سے

بچاتا ہے موذیات سے پناہ میں رکھتا ہے مصیبت کے وقت کام آتا ہے درد کی
حالت میں ہمارے ساتھ رحمت سے پیش آتا ہے جو کچھ ہم کو ضرورت ہوتی ہے
پیش از سوال حاجت رفع کر دیتا ہے مصیبت اور دکھ کو ٹالتا رہتا ہے اور ہماری
نافرمانیوں اور گناہوں سے چشم پوشی کرتا ہوا ہر وقت ہمارے اوپر نظر رحم کی رکھتا
ہے اور ہم پر ماں باپ سے زیادہ مہربانی کرتا ہے اور آخرت میں ہمارے واسطے
اُن نعمتوں کو مہیا کیا ہے کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا تو تعجب
ہے کہ ایسے پروردگار رحیم اور خدائے کریم کو چھوڑ کر دوسروں سے محبت کریں جو
کبھی ہمارے ساتھ رہ نہیں سکتے اور جو کچھ ہمارے واسطے کر نہیں سکتے اور
جن کو کسی قسم کی قدرت اور کسی طرح کی طاقت نہیں پس ان باتوں کو غور کرنے
اور سوچنے سے دل کو خواہ نخواہ ایسی محبت اللہ کی ہو جائیگی کہ وہ سب کو بھول کر
اُسی کی محبت میں ڈوب جائیگا اور محبت کے اعلیٰ درجہ پر پہونچکر آخرت میں
اُس مرتبہ پر پہونچ جاوے گا جس کی خبر اللہ جلشانہ دیتا ہے کہ (فی مقعد
صدق عند ملیك مقتدر) افسوس ہے کہ اللہ جلشانہ نے اپنے بندوں
کے واسطے کیا کیا نعمتیں رکھی ہیں اور ہم بندے اپنے جہالت اور نادانی سے
اُس سے بھاگتے پھرتے ہیں اور وہ ہم کو اپنے پاس بلاتا ہے اور ہم دور ہٹتے جاتے
ہیں سچ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (انکم تتھافتون علی النار
تھافت الفراش وانا اخذ بحجزکم) کہ تم گرتے ہو آگ میں جس طرح پروانے گرتے
ہیں اور میں تمہاری کمر پکڑ کر تم کو بچاتا ہوں اللہ جلشانہ سب مسلمانوں کو اپنے اور اپنے
رسول کی محبت عطا کرے۔

مگر بوئے از عشق مستت کند | طلبگار عہد الستت کند
بہ پائے طلب رہ بدانجا بری | وزانجا بہ بال محبت پری
بدرد یقین پردہائے خیال | نماند سراپردہ الا جلال

بیان اسکا کہ کیا سبب ہے کہ انسان اللہ جلشانہ کی محبت میں متفاوت ہیں

جاننا چاہیے کہ تمام مومنین اصل محبت میں اللہ جلشانہ کے شریک ہیں اسلئے کہ وہ اصل ایمان میں باہم شریک ہیں لیکن تفاوت اُن کا محبت میں بہ سبب تفاوت معرفت اور محبت دنیا کی ہے اور اکثر شخص ایسے ہیں کہ وہ اللہ جلشانہ کے کسی صفات سے خبر نہوئے مگر چند ناموں سے جن کو اُن کے کانوں نے سُنا اور اُسکو اُنھوں نے یاد کر لیا اور اپنے نزدیک اُس کے معنی ایسے قرار دے لئے کہ جن سے اللہ جلشانہ پاک ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُن اسماو صفات کی حقیقت پر تو اُن کو اطلاع نہیں ہوئی اور اُن کے معنی فاسد بھی اپنے خیال میں نہیں جمائی بلکہ اُس پر ایمان لے آئے اور جیسا سُنا اُس کو تصدیق کر لیا اور عمل کی طرف متوجہ ہو گئے اور بحث اور مباحثے کو چھوڑ بیٹھے تو یہی لوگ اہل سلامت ہیں اور آفتوں سے محفوظ ہیں اور انھیں کو اصحاب الیمین کہتے ہیں اور جنہوں نے اس کے اسماے اور صفات کے معنی فاسد اپنے ذہن میں جما لئے ہیں وہ لوگ گمراہ ہیں اور جو لوگ حقیقت کے جاننے والے ہیں وہ مقربین میں سے ہیں اور تینوں قسم کے لوگوں کا اللہ جلشانہ نے اپنے کلام پاک میں ذکر کیا ہے۔

(فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان وجنت نعیم)

بیان اُس سبب کا کہ جس سے معلوم ہو کہ خلق کی بہمہ اللہ جلشانہ کی معرفت میں کیون قاصر ہیں

جاننا چاہیئے کہ سب موجودات سے ظاہر تر اور روشن تر ذات باریتعالی کی ہے تو چاہیئے کہ اُس کی معرفت بھی سب سے اول اور سب سے بیشتر اور سب سے سہل تر ہو وے حالانکہ معاملہ برخلاف اِس کے ہے سبب اسکا یہہ ہے کہ عقول ہمارے ضعیف ہیں اور جمال حضرت آلہی روشنی میں نہایت درجہ پر ہے پس کمال اشراق اور ظہور باعث اخفا اور احتجاب ہے جس طرح پر کمال روشنی آفتاب کی خفاش کے آنکھون کے واسطے حجاب ہے پس پاک ہے وہ جس نے اپنے نور کو اپنی ذات کا حجاب بنایا اور اپنے ظہور کو ہماری آنکھون کے واسطے پردہ کردیا لیکن جس کی بصیرت قوی ہوتی ہے اور اللہ جلشانہ اُسکی بصیرت کو طاقت دیتا ہے تو وہ اُس ظہور کی حقیقت سے واقف ہو کر معرفت کی حقیقت پر موافق اپنی قوت کے پہونچ جاتا ہے وہ کسی فعل کو نہیں دیکھتا کہ اللہ کی طرف منسوب نہ کرتا ہو اور فاعل حقیقی اُس کو نہ سمجھتا ہو وہ کسی غیر کا وجود ہی نہیں جانتا بلکہ یہہ خوب سمجھ لیتا ہے کہ ہستی میں کوئی نہیں ہے مگر اللہ اور افعال اُس کے اُسکی قدرت کے آثارون سے اثر ہیں پس وہ تابع اُسی کے ہیں پس اُن کو کوئی وجود سواے اُسکے نہیں ہے پس جس فعل کو وہ دیکھتا ہے فاعل کی طرف نظر کرتا ہے اور

مصنوعات کو دیکھہ کر صانع کی صنعت پر خیال کرتا ہے پس کسی غیر کی طرف آنکھ اُس کی نہیں
اوٹھتی اور کسی کو موجود نہیں سمجھتا جس طرح پر کوئی شخص کسی شاعر کا شعر یا مصنف
کی تصنیف یا مولف کی تالیف دیکھے تو اُس کی نظر درحقیقت اُس شاعر اور مصنف
اور مولف پر ہوگی نہ اُس شعر اور تصنیف اور تالیف پر اور یہہ ظاہر ہے کہ تمام عالم
تصنیف اللہ جلشانہ کی ہے پس جس نے اُس کی طرف دیکھا یہہ سوچکر کہ یہہ
فعل اللہ کا ہے اور اُسی کا فعل تصور کرکے اُس سے محبت کی تو وہ ہر چیز میں
اللہ ہی کو دیکھیگا اور اُسی کو پہچانیگا اور اُسی کو چاہیگا اور وہی پکا موحد اور سچا مومن
ہوگا بلکہ اپنے آپ کو بھی نہ دیکھے گا مگر یہی کہ میں بھی اُس کا بندہ ہوں اور درحقیقت
کچھہ وجود نہیں رکھتا اور یہی اُس مرتبہ پر پہونچیگا کہ جس کو فنافی التوحید کہتے ہیں
اور جو لوگ کہ اِس درجہ پر نہیں پہونچے وہ صرف بہ سبب قصور اپنی فہم کے ہیں کہ اِس
درجے پر پہونچنے کی سمجھہ نہیں رکھتے اور افعال اور آثار کو اِس عالم کے ظاہری افعال
اور اسباب پر ختم کرکے اُس کے فاعل حقیقی تک نہیں پہونچتے۔

اللہ جلشانہ کی طرف شوق کرنے کے معنی کا بیان

جاننا چاہیے کہ جو شخص اللہ جلشانہ کی محبت کا انکار کرتا ہے ضرور وہ شوق کی
حقیقت سے بھی انکار کریگا حالانکہ ہم ثابت کرینگے کہ اللہ جلشانہ کی طرف شوق
کرنا واجب ہے اور بیان اِسکا یہہ ہے کہ شوق نہیں ہوتا ہے مگر اُس چیز کیطرف
کہ کچھہ اُسکا ادراک ہوا اور کچھہ ادراک نہو اگر بالکل ادراک نہو تو اشتیاق کیونکر ہوگا
جس طرح کہ کسی شخص کو کسی نے نہ دیکھا ہو نہ اُسکی صفت سنی ہو تو وہ کیونکر اُس کا
مشتاق ہوگا اور اگر بالکل ادراک ہو تب بھی اشتیاق نہوگا اِس لئے کہ کمال ادراک

رویت سے ہے اور جو اپنے محبوب کو ہر وقت دیکہتا ہوگا تو وہ اوس کا مشتاق کیونکر ہوگا پس ثابت ہوا کہ اشتیاق اُسی وقت تک ہے کہ کچھ ادراک ہو اور کچھ نہو اور وہ دو وجہوں سے ہوتا ہے کہ جس کو ہم ایک مثال سے سمجھاتے ہیں مثلاً کسی کا معشوق کسی سے جدا ہو جاوے اور اُسکے دل میں اُسکا خیال رہ جاوے تو ضرور وہ عاشق مشتاق ہوگا کہ دیدار اُسکا نصیب ہو لیکن اگر اُسکے دل سے اُسکا خیال جاتا رہے اور وہ بھول جاوے تو اشتیاق باقی نہ رہیگا اور اگر دیدار نصیب ہو جائیگا تب بھی اشتیاق کا اطلاق نہ رہیگا پس شوق کے معنی یہہ ہیں کہ جو خیال دل میں ہے اُسکے کامل ہونے پر نفس کا مشتاق ہونا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے پر بھی شوق باقی رہتا ہے یعنی کمال رویت نصیب نہیں ہوتی مثلاً اپنے محبوب کو دیکہہ تو لیا لیکن روشنی میں نہیں دیکھا کہ جس سے اچھی طرح پر صورت نظر آوے تب بھی شوق اسکا باقی رہتا ہے کہ جمال اُس کا روشنی میں دیکھا جاوے تاکہ اچھی طرح پر اُس کی شکل وصورت دیکھنے میں آئے اور دوسری وجہ اشتیاق کی یہہ ہے کہ اپنے محبوب کا چہرہ تو دیکہہ لیا لیکن اُسکے خال وخط کے دیکھنے کی تمنا باقی رہ گئی پس خواہ نخواہ دل کو اُس کے سب اعضا کے حسن وجمال اور ایک ایک خط وخال کے دیکھنے کا شوق ہوتا ہے اور یہہ دونوں وجہیں اشتیاق کی اللہ جلشانہ کی نسبت متصور بلکہ لازم ہیں اس لئے کہ امور آلہی کی معرفت اگرچہ عارفیں کو کسی قدر حاصل ہو جاوے لیکن وہ صاف طرح پر نہیں ہو سکتی بلکہ اس طرح پر ہو گی جس طرح پر کسی چیز کو پردہ میں سے دیکھا بلکہ معرفت خیالات کی تکدرات سے کبھی اس دنیا میں خالی نہیں رہ سکتے پس

اچھی طرح پر حاصل ہونا معرفت کا صرف آخرت میں ہوگا کہ وہیں مشاہدہ اور تجلی کا اتمام
ہوسکتا ہے پس یہہ ایک سبب عاشقین اور عارفین کے شوق کا ہے دوسرے
یہہ کہ امور الٰہی کی انتہا نہیں ہے اور اگر کسی پر کچھ حقیقت کہلتی ہے تو وہ بھی کسی
کسی چیز کی اور باقی امور جن کی انتہا نہیں ہے ایسے ہی پوشیدہ رہ جاتے ہیں
اور اہل معرفت جانتے ہیں کہ جن کا علم انکو ہوا ہے اُن سے بہت زیادہ ابھی پردۂ
غیب میں پوشیدہ ہیں اس لیے اُن کی معرفت کا شوق باقی رہتا ہے اور جسقدر
امور الٰہی جو پوشیدہ ہیں کچھ کچھ کہلتے جاتے ہیں اُسی قدر اور شوق بڑہتا جاتا ہے
اور چونکہ نہ امور الٰہی کی انتہا ہے اور نہ اہل معرفت کے شوق کی تو یہہ شوق کبھی کم
نہیں ہوسکتا اور ہمیشہ اہل محبت اسی شوق میں غرق رہتے ہیں اور رہیں گے

مر اکمال محبت ترا کمال جمال		وے مبادکہ نقصان پذیرد این دو کمال

اور منجملہ اُن دو شوقوں کے جن کا ہم نے بیان کیا پہلا شوق دنیا میں پورا نہیں ہوسکتا
اسلیے کہ رویت اور مشاہدہ یہاں حاصل نہیں ہوسکتا۔

حکایت

حضرت ابراہیم ادہم نے جو کہ مشتاقان جمال احدی سے تھے ایک روز
حضور میں اپنے محبوب رب الارباب کے عرض کیا کہ الٰہی اگر کسی کو تو نے وہ چیز دی
ہو جس سے اُس کا دل تیرے ملنے سے پہلے ٹھہر جاوے اور اُسکی جلن کم ہوجاوے
تو وہ مجھے بھی عطا کر اس لیے کہ اضطراب نے مجھے ہلاک کردیا اور بیقراری نے
میرا کام تمام کر ڈالا حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ

اللہ جلشانہ نے مجھے اپنے حضور میں کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے ابراہیم تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی کہ مجھ سے تو چاہتا ہے کہ قبل میرے ملنے کے تیرا دل ٹھہر جائے اور تیرے شوق کی آگ بجھ جائے کسی عاشق کو تو نے دیکھا ہے کہ معشوق کے ملنے سے پہلے اُس کا دل ٹھہرا ہو میں نے کہا کہ الٰہی میں تیری محبت میں اسقدر بیدل ہو رہا ہوں کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کیا کہتا ہوں پس مجھے معاف کر اور سکھلا دے کہ کیا کہوں حکم ہوا کہ یہ کہہ کہ الٰہی مجھے اپنے قضا پر راضی رکھ اور اپنی بلاؤں پر صبر عطا کر اور اپنی نعمتوں کے شکر کی توفیق دے۔

حکایت

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بہ صد ہزار شوق مسجد کو چلے جب دروازہ پر پہونچے ندا ہوئی کہ اے شبلی باین ناپاکی ہمارے گھر آنے کا قصد ہے یہ کیا بے ادبی ہے وہ لوٹ چلے صدا آئی کہ اے شبلی ہمارے در کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے یہ کیا بے پروائی ہے خاموش ہو کر رونے لگے آواز آئی کہ اے شبلی ہماری شکایت کرتا ہے یہ کیسی گستاخی ہے تب ہنس دیے حکم ہوا کہ ہم سے بیخوف ہو گیا یہ کیسی نادانی ہے عرض کی کہ الٰہی نہ آنے پاتا ہوں نہ لوٹ سکتا ہوں نہ رونے پاتا ہوں نہ ہنس سکتا ہوں کیا کروں غصہ سے ارشاد ہوا کہ ہمارے اسرار کا کھلوانا چاہتا ہے اے شبلی خاموش خاموش یہ سب امتحان ہیں اور آزمایش چون و چرا کو دخل نہیں اسقدر سمجھ لے کہ ہم کو کسی حال میں مت بھول اور ہمارے کسی فعل پر اعتراض مت کر ہمارے قضا پر راضی رہ ہر وقت اپنی آنکھ کے سامنے ہمکو حاضر جان اگر آ تو ہماری طرف نکال دیں تو بھاگ مگر ہمارے ہی جانب اے شبلی ہم بندہ پر

اُسکی ماں سے زیادہ مہربان اور اُسکے باپ سے زیادہ شفیق ہیں۔

اور دوسرا شوق جو ہم نے بیان کیا اُسکی انتہا نہیں ہے نہ دنیا میں نہ آ
میں اس لئے کہ اُسکی انتہا یہ ہے کہ آخرت میں تمام جلال اور صفات اور حکم
اور افعال رب العالمین کھل جائیں اور یہہ محال ہے اس لئے کہ اُسکی انتہا نہید
اور جب تک کہ یہہ نہ معلوم ہو جاوے کہ اب اُس کے جلال و جمال سے کچ
نہیں رہا اور سب کی حقیقت کھل گئی تب تک شوق کی تسکین نہیں ہو سکت
محال ہے اور ظاہر ہے کہ جسقدر حقیقت جمال و جلال کھلتی جائیگی او
بندہ مشتاق دیکھے گا کہ ابھی اُسکے درجے پر ہزارہا درجات باقی ہیں تو اُسکا ش
بڑھتا جائیگا اور چاہیگا کہ اسکا کمال حاصل ہو اور اصل وصل نصیب ہو و۔
اس شوق میں اُسکو وہ لذت ہوگی کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا اور جسقدر اُس پر جما
جمال کی تجلی ہوتی جائیگی اُسی قدر اُس کی لذت بڑہتی جائیگی یہانتک کہ نہ اُس تجلی
ہوگی نہ اُس کے شوق کی لذتوں کی غایت ہوگی پس ابدالآباد تک یہی حال رہیگا
دلبر کے پاس ہیں اور دل نہیں بہرتا اور محبوب کے سامنے ہیں اور چین نہیں

دلا رام در بر دلا رام جوے	لب از تشنگی خشک بر طرف جوی
نہ گویم کہ بر آب قادر نیند	کہ بر ساحل نیل مستسقی اند
بسر وقت شان خلق کی رہ برند	کہ چون آب حیوان بہ ظلمت درند
وبادم شراب الم درکشند	وگر تلخ بینند دم درکشند
چو یاد اند پنہان و چالاک پوی	چو مشک اند خاموش و تسبیح گوی
سحرہا گریند چندانکہ آب	فرو شوید از دیدہ شان کحل خواب

فرس گشتہ از بسکہ شب راندہ اند	سحر گہ خروشان کہ در ماندہ اند
شب و روز در بحر سودا و سوز	ندانند ز آشفتگی شب ز روز

بیان اُن اخبار و آثار کا جو شوق سے متعلق ہیں

جاننا چاہیئے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی میں تجھسے تیری قضا پر رضا اور بعد موت کے عیش اور تیرے جمال کے نظارہ کی لذت چاہتا ہوں اور ابو درداؔ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ جو آیت توریت میں سب سے زیادہ مخصوص ہو اُسکو بتلاؤ اُنھوں نے کہا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اگرچہ ابرار میری ملاقات کے مشتاق ہیں لیکن میرا اشتیاق اُن سے ملنے کا اُن سے بڑھکر ہے اور اُسی کے ایک طرف لکھا ہوا ہے کہ (من طلبنی وجدنی ومن طلب غیری لم یجدنی) کہ جس نے مجھے طلب کیا اُس نے مجھے پایا اور جس نے میرے سوا دوسرے کو طلب کیا اُس نے کبھی نہیں پایا اور ابو درداؔ نے کہا کہ میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ داؤد علیہ السلام کے اخبار میں آیا ہے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اے داؤد زمین والوں سے کہدو کہ میں محبت رکھتا ہوں اُس سے جو مجھ سے محبت کرے اور اُسکا جلیس ہوں جو مجھے اپنا جلیس کرے اور اُسکا مونس ہوں جو میرے ذکر سے اُنس رکھے اور اُسکا مصاحب ہوں جو مجھ سے صحبت رکھے اور اُسکا مختار ہوں جو مجھے اختیار کرے اور اُس کا مطیع ہوں جو میری اطاعت کرے اور جو بندہ اِس یقین کرکے اپنے دل وجان سے مجھے چاہے میں اُس کو اپنے لئے قبول کرلیتا ہوں

اور میں اُسکو ایسا چاہتا ہوں کہ اُس سے پہلے کسی کو نہیں چاہا جس نے میری
طلب سچے دل سے کی وہ مجھے پائیگا اور جس نے میرے سوا کسی دوسرے
کو طلب کیا وہ مجھے نہ پائیگا پس اے زمین کے رہنے والو چھوڑو اپنے غرور اور
جہالت کو اور آؤ میری صحبت اور میرے جلسہ میں اور مجھ سے اُنس پیدا کرو میں تمہارا
مونس و غمخوار ہو جاؤں اور تمہاری محبت پر پیش قدمی کروں میں نے اپنے دوستوں
کا خمیر اپنے خلیل ابراہیمؑ اور اپنے مخلص موسیٰؑ اور اپنے مصطفےٰ محمدؐ رسول اللہ
کی مٹی سے بنایا ہے میں نے اپنے مشتاقوں کے دلوں کو اپنے ہی نور سے بنایا
ہے اور اپنے جلال کی نعمتوں سے اُن کو بھر دیا ہے جو عاشقان جمال ایزدی ہیں
وہ ہر دم اُسی کے شوق میں رہتے ہیں اور ہر لحظہ اُسی کے عشق میں جان دیتے ہیں
پکارتے ہیں تو اُسی کو سنتے ہیں تو اُسی کی ذکر کرتے ہیں تو اُسی کا فکر کرتے ہیں تو
اُسی کی نہ اُن کو سردی ستاتی ہے نہ گرمی نہ اُن کو بھوکھ ایذا دیتی ہے نہ پیاس
اُس کا ذکر اُن کی بھوکھ کی غذا ہے اُس کا نام اُنکی بیماری کی دوا ہے ہر وقت اُسی کو
پکارا کرتے ہیں ہر دم اُسی کو بلایا کرتے ہیں ہر وقت شوق میں آکر اسطرح نغمہ سرائی
کیا کرتے ہیں ؎

بے حجابانہ در آ از در کاشانۂ ما	کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما
فتنہ انگیز مشو کاکل مشکین مکشاے	تاب زنجیر ندارد دل دیوانۂ ما
با احد در لحد تنگ بگوئیم کہ دوست	آشنائیم تو ئی غیر تو بیگانۂ ما
گر نکیر آید و پرسد کہ بگو رب تو کیست	گوئیم آنکس کہ ربود این دل دیوانۂ ما

اور بعضے بزرگوں سے روایت ہے کہ اللہ جلشانہ نے بعض صدیقین سے

فرمایا کہ میرے بعض خاص بندے ایسے ہیں کہ جن کو میں چاہتا ہوں اور وہ میری یاد کرتے ہیں اور میں اُن کی یاد کرتا ہوں اور وہ مجھے دیکھتے ہیں میں اُنکو دیکھتا ہوں وہ اس رتبہ کے ہیں کہ اگر تو اُن کی راہ پر چلے تو میں تجھے بھی چاہنے لگوں اور اگر اُن کی راہ سے ہٹے تو میں تجھ سے بغض و دشمنی رکھوں اُس صدیق نے پوچھا کہ آلٰہی اُن کی نشانی کیا ہے ندا ہوئی کہ اُنکی نشانی یہ ہے کہ وہ دن کے سایہ کو ایسا دیکھتے رہتے ہیں جس طرح پر کہ چرواہا بکریوں کو دیکھتا رہتا ہے اور جب آفتاب غروب ہونے پر ہوتا ہے تب وہ ایسے بیقرار ہوتے ہیں کہ جس طرح پرند شام کو اپنے آشیانہ میں جانے کے لئے مضطر ہوتے ہیں اور جب رات ہو جاتی ہے اور اندھیاری گھیر لیتی ہے اور سونے والے سو رہتے ہیں اور عاشق اپنے معشوقوں سے خلوت گزین ہو جاتے ہیں اور آرام کرنے والے آرام کرتے ہیں اُسوقت وہ اپنے پاؤں سے کھڑے ہوتے ہیں اور منھہ کے بل میرے سجدے میں گر پڑتے ہیں اور میرے ساتھ مناجات کرتی ہیں اور میرے انعاموں کو ظاہر کرکے میری خوشامد کرتے ہیں کبھی چلاتے ہیں کبھی روتے ہیں کبھی آہ کرتے ہیں کبھی ہائے ہائے چلاتے ہیں کبھی شکایت کرتے ہیں کبھی شکوہ کا دفتر کھولتے ہیں کبھی ہاتھ باندہ کر ادب سے میرے حضور میں کھڑے ہو جاتے ہیں کبھی بیطاقت ہوکر بیٹھہ جاتے ہیں کبھی رکوع میں جھک جاتے ہیں کبھی سجدے میں گر پڑتے ہیں اور میں دیکھتا رہتا ہوں کہ وہ میرے لئے کیا کیا کر رہے ہیں اور میں سنتا جاتا ہوں کہ وہ غلبۂ محبت میں اگر مجھی سے کیا کہہ رہے ہیں محبت میں اگر ایسے بے خبر ہو جاتے ہیں کہ نہ وہ جانتے ہیں کہ کیا کرتے ہیں نہ وہ سمجھتے ہیں کہ کیا کہتے ہیں آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں رخساروں کو طپانچہ سے لال کر دیتے ہیں دل سے اُن کے ایسی آگ

اوٹھتی ہے کہ اُس میں جل جاتے ہیں سینہ سے اُن کے ایسا شعلہ بھڑکتا ہے کہ اُسمیں بھن جاتے ہیں وہ لوگ ایسے ہیں کہ دل اُن کا کباب ہے اور دیدہ اُن کا پرآب شوق غالب دیدار کی طالب ہماری قدرتوں میں متحیر ہمارے اسرار میں متفکر نہ تن کا ہوش نہ جان کا خیال زبان پر ہمارا نام ہے اور ہماری ہی ذات سے اُن کو کام ہے کبھی اپنی نارسائی دیکھہ کر آہ کر اُٹھتے ہیں کبھی ہماری رحمت کا خیال کر کے ہوش میں آجاتے ہیں رات گذر جاتی ہے اور اُن کی یہی حالت رہتی ہے تمام شب سجدہ میں روتے بسر کر دیتے ہیں اور پھر نالہ اُن کا ناتمام رہ جاتا ہے صبح ہو جاتی ہے اور اُن کا قصہ ویسا ہی رہ جاتا ہے صبح کو ہوتے ہوے دیکھکر وہ ایک نعرہ مارتے ہیں اور اپنی بدبختی کی آپ ہی شکایت کرتے ہیں کہ ہم اپنی حکایت ختم نہ کرنے پاے اور صبح ہوگئی ہم ایک بات بھی پوری نہ کرنے پاے اور سحر ہوگئی ؎

کیا جلد صبح ہوگئی شام وصال ہائے		ہم کہہ نہ پاے یار سے کچھ ماجرای دل

جب دن ہو جاتا ہے اور آفتاب نکل آتا ہے وہ ویسے ہی دل مار کر رہ جاتے ہیں اور دن کو اوروں کی طرح بن جاتے ہیں مگر ہر دم نظر اُن کی شام پر ہے کہ کب آفتاب ڈوبے اور آدمیوں سے حجاب ملے کہ ہم اپنا باقی قصہ کہہ سناویں اور اپنی داستان پوری کرلیں اسی طرح برسہا برس گذر جاتے ہیں عمر اُن کی تمام ہو جاتی ہے اور اُنکی حکایت ختم نہیں ہوتی ایسے دلدادوں اور بیخبروں کو اول جو دیتا ہوں وہ تین چیزیں ہیں ایک یہہ کہ اُنکے دلوں میں اپنا نور ڈال دیتا ہوں کہ وہ میری خبریں کہتے ہیں جیسا کہ میں اُنکی خبریں کہتا ہوں دوسرے یہہ کہ اگر آسمان و زمین اور جو کچھ کہ اُنکے بیچ میں ہے اُنکے ہم وزن ہو تو انہیں کا پلہ بھاری ہو تیسرے یہ میں بے پردہ اُنکے سامنے ہو جاتا ہوں پس کون جان سکتا ہے

ہے کہ جس کے سامنے میں آ جاؤں اُس کو کیا دوں اور حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام کی خبروں میں آیا ہے کہ اللہ جلشانہ نے وحی فرمائی کہ اے داؤد کب تک
جنت کا ذکر کروگے اور میرے شوق کا مجھ سے سوال نہ کروگے حضرت داؤد نے عرض
کی کہ الٰہی تیرے مشتاق کون لوگ ہیں جواب ہوا کہ اے داؤد میرے مشتاق وہ لوگ
ہیں کہ جنکو میں نے سب کدورتوں سے صاف کردیا ہے اور سب جدائیوں سے
پاک کرلیا ہے اور اُنکے دلوں کو ڈر سے بھر دیا ہے اور اُن کے دلوں کو سوراخ
سوراخ کردیا ہے کہ جن کے روزنوں سے وہ مجھے دیکھتے ہیں اور اُنکے دلوں کو
میں اپنے ہاتھ پر اُٹھا کر اپنے آسمان پر رکھتا ہوں اور پھر اپنے برگزیدہ فرشتوں کو
بلاتا ہوں جب وہ حاضر ہوتے ہیں مجھے سجدہ کرتے ہیں تب اُن سے میں کہتا ہوں
کہ نہیں نہیں تم کو اسوقت میں نے سجدہ کے واسطے نہیں بلایا بلکہ اس لئے
بلایا ہے کہ تمہارے سامنے اپنے مشتاقوں کے دلوں کو پیش کروں اور اُن کو دکھلاکر
تمہارے اوپر مباہات کروں پس اُنکے دلوں سے آسمانوں کو فرشتوں کے
واسطے روشن کردیتا ہوں جس طرح پر کہ زمین کو زمین والوں کے لئے آفتاب
سے روشن کرتا ہوں اے داؤد میں نے اپنے مشتاقوں کے دلوں کو اپنی رضا
سے بنایا ہے اور اپنی جمال کا نور اُن کو دیا ہے اُن کو اپنے واسطے مخصوص کرلیا ہے
کہ وہ مجھ سے باتیں کیا کریں اور اُنکے جسموں کو میں نے زمین پر اس لئے رکھا ہے
کہ میں اُن کو دیکھا کروں اور اُنکے دلوں سے میں نے راہیں نکالی ہیں کہ جن سے
مجھے دیکھا کریں ہر دم اُن کا شوق بڑھتا جاتا ہے اور ہر لحظہ اُن کا اشتیاق زیادہ
ہوتا جاتا ہے سچ ہے محبت ایسی ہی چیز ہے کہ سوائے محب اور محبوب کے

دوسرے کو خبر نہیں ہوتی سینہ کو سینہ سے اور دل کو دل سے اور آنکھ کو آنکھ سے خبر ہے اور سب بے خبر ہیں ولنعم ماقیل ؎

از سینہ بسینہ شاہراہش
وز دیدہ بہ دیدہ جلوہ گاہش
دل با دل و تن بہ تن بہم دوست
آمیختہ چون دو مغز یک پوست
دلہا ہمہ در نشیمن راز
بر یک دگر اند پر تو انداز
این جوشش مہر در دو سینہ
یک مے بود و دو آب گینہ
یک نغمہ نشستہ در دو پردہ
یک نشہ دو جا ظہور کردہ
در عشق بہ بین و پایۂ او
خوش آنکہ گرفت سایۂ او

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی اپنے اہل محبت میں سے کسی کو مجھے بھی دکھلا دے حکم ہوا کہ اے داؤد لبنان پہاڑ پر جاؤ وہاں تم کو چودہ آدمی ملیں گے کچھ جوان کچھ بڈہے کچھ ادھیڑ جب تم ان کے پاس پہنچو اُن سے میرا سلام کہنا اور یہہ پیام دینا کہ تمہارا محبوب بعد سلام کے تم سے شکایت کرتا ہے کہ کبھی تم نے ہم سے کچھ سوال نہیں کیا حالانکہ تم میرے محبوب ہو تم میرے برگزیدہ ہو تم میرے پسندیدہ ہو تم میرے دوست ہو تم میرے آشنا ہو تمہاری ہی خوشی سے میں خوش ہوں تمہاری طرف محبت سے دوڑ کر چلتا ہوں اور تم مجھ سے کچھ مانگتے بھی نہیں پس یہہ سنکر حضرت داؤد علیہ السلام اُنکے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ لوگ ایک چشمہ کے کنارے پر بیٹھے ہوئے اللہ جلشانہ کی عظمت و جلال میں فکر کر رہے ہیں ؎

بخود سر فرو بردہ ہمچون صدف
نہ مانند دریا بر آوردہ کف

چو باد اند نہان و چالاک پوی	چہ مشک اند خاموش و تسبیح گوی

جب انھون نے حضرت داؤد کو دیکھا تو سب اُچھل پڑے اور چاہا کہ بھاگ جائیں
حضرت داؤد نے کہا کہ مجھسے نہ بھاگو میں تمہارے اللہ کا قاصد ہون تمہارے دلدار
کا پیام لیکر آیا ہوں تمہارے محبوب کا بھیجا ہوا آیا ہوں یہہ سنکر سب حضرت داؤد
کے پاس آئے اور اپنی آنکھوں کو زمین کی طرف اور کانوں کو داؤد کی طرف کرکے چپ چاپ
خاموش ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھے تب حضرت داؤد نے پیام رب العالمین ادا کیا کہ
اے عاشقین جمال احدی واے مشتاقین جمال صمدی اللہ جلشانہ نے تم کو بعد
سلام یہہ پیام دیا ہے کہ تم مجھہ سے کچھہ سوال کیوں نہیں کرتے ہو اور مجھہ سے کچھہ مانگتے
کیون نہیں ہو میں تمہاری باتوں کا مشتاق ہون تم میرے محبوب ہو تم میرے
برگزیدہ ہو تم میرے پسندیدہ ہو تم میرے دوست ہو تمہاری خوشی سے میں خوش
ہوں تمہاری محبت کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں تمہاری طرف ہر وقت اُس نظر سے دیکھتا
رہتا ہوں جس نظر سے ماں اپنے پیارے بچہ کو دیکھتی ہے یہہ سنکر اُنکے رخسارون
پر آنسو بہنے لگے اور وہ سب کے سب رونے لگے اُن سب میں جو بڑا تھا اُس
نے کہا کہ آلہی تو پاک ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تیرے بندے اور تیری
بندوں کی اولاد ہیں آلہی درگذر کر اُس زندگی سے جو بغیر تیری یاد کے گذرے اور معاف
کر اُن ساعتوں کو جو بغیر تیرے ذکر کے کٹین تب دوسرا بولا کہ آلہی تو پاک ہے اور
سب طرح سے پاک ہے ہم تو تیرے بندے اور تیرے بندون کی اولاد سے ہیں
ہم پر تو اپنا کرم رکھہ اور جو کچھہ ہمارے تیرے درمیان معاملہ ہے اُس پر نیک نظر
رکھہ پھر تیسرا بولا کہ آلہی تو پاک ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تو تیرے بندے

اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں ہم کو یہہ جرأت نہیں ہو سکتی ہے کہ ہم تجھ سے کچھہ سوال کر سکیں اور تو جانتا ہے کہ ہم کو اپنے کاموں میں سے کسی کام کی کچھہ حاجت نہیں ہے صرف تو اپنی راہ پر ہمکو لگائے رہ اور ہمیشہ اپنی راہ پر رکھہ یہی تیرا بڑا احسان ہے۔ پھر چوتھا شخص پکارا کہ الٰہی تو پاک ہے اور سب طرح سے پاک ہے ہم تیری مرضیوں کے پورا کرنے میں قاصر ہیں پس ہماری اعانت کر کہ ہم اِس میں کامل ہو جائیں پھر پانچویں شخص نے کہا کہ الٰہی تو پاک ہے ہم کو تو نے ایک نطفہ نجس سے بنایا اور پھر یہہ احسان کیا کہ اپنی عظمت وجلال میں فکر کرنے کی ہم کو طاقت دی پھر بھلا جو شخص تیری عظمت میں مشغول اور تیرے جلال میں متفکر ہوگا اور تیری قربت چاہتا ہوگا اُسکو یہہ جرأت ہو سکیگی کہ اور کچھہ بات چیت کر سکے سعدی ؎

مرا با وجود تو ھستی نماند	بیاد تو ام خود پرستی نہ ماند
بدان زہرہ دستت زدم در رکاب	کہ خود را نیاوردم اندر حساب

پھر چھٹواں شخص کہنے لگا کہ تیری شان کی عظمت اور تیری نزدیکی اور قربت اور تیرے احسانوں نے جو اہل محبت پر ہیں اُن کی زبانوں کو گنگ کر دیا ہے کہ طاقت ہی نہیں رکھتے کہ کچھ کہہ سکیں پھر کس طرح سے تجھ سے سوال کر سکیں پھر ساتواں شخص بولا کہ تو نے ہمارے دلوں کو اپنی یاد پر لگایا اور ہم کو اپنے شغل میں ایسا مشغول کر لیا کہ ہم سب سے فارغ ہو گئے اِس احسان کے شکر میں جو ہم سے تقصیر ہوئی ہو اُسکو معاف کر پھر آٹھواں شخص کہنے لگا کہ الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ ہم کو سوائے اِسکے کچھ حاجت نہیں ہو کہ تیرا جمال دیکھا کریں پھر نواں شخص کہنے لگا کہ غلام کو اپنے آقا

کے حضور کیونکر جرأت کلام کی ہوسکے لیکن جب کہ تو نے خود دعا کا حکم دیا ہے اس لئے
ہم تجھ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہم کو ایسی روشنی عطا کر کہ جس سے ہم آسمانوں کی تاریکی میں
راہ پاسکیں پھر دسواں شخص کہنے لگا کہ الٰہی ہماری دعا تجھ سے یہی ہے کہ تو ہمیشہ
ہمارے پاس بنا رہ پھر گیارہواں شخص کہنے لگا کہ الٰہی ہم تجھ سے یہی سوال کرتے
ہیں کہ جو نعمتیں تو نے ہم کو بخشی ہیں اور جو عنایت و مہربانی ہم پر فرمائی ہے اُسکو پورا
کر پھر بارہواں شخص کہنے لگا کہ جو کچھ تو نے پیدا کیا ہے ہم کو کسی سے کچھ غرض
نہیں ہماری حاجت یہی ہے کہ تو اپنا جمال ہم کو دکھلا پھر تیرہواں شخص کہنے لگا
کہ الٰہی میری یہ خواہش ہے کہ میری آنکھوں کو دنیا و اہل دنیا کے دیکھنے سے اندھا
کر دے اور میرے دل کو آخرت کے شغلوں سے خالی کر دے نہ دنیا پر میری
نظر ہو نہ آخرت کا خیال ہو سوائے تیرے میری آنکھوں کے سامنے اور میرے
دل میں اور کوئی نہ ہو پھر چودہواں شخص کہنے لگا کہ تو بڑا بزرگ و برتر ہے اور تو اپنے
دوستوں کو بہت چاہتا ہے میرے اوپر تیرا بڑا احسان یہی ہے کہ میرے دل کو
سب چیزوں سے جو سوائے تیرے ہیں خالی کر کے صرف اپنی طرف مشغول
کرے اور اپنا جمال ہم کو دکھلا دے تاکہ ہم جی جائیں اپنا حجاب ہماری آنکھوں
سے اُٹھا دے کہ ہم ہمہ تن چشم ہو جائیں پس اس میں دیر نہ کر ٥

بنمای رخ کہ خلقے والہ شوند وحیران		بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن برآید

جب وہ چودہ شخص یہ تقریر کر چکے تب اللہ جل شانہ نے حضرت داؤد پر وحی کی کہ اے داؤد
تم نے میرے مشتاقوں کی باتیں سنیں اور میرے عاشقوں کی خواہشیں جانیں اہل
شوق اور اہل ذوق ایسے ہی ہوتے ہیں اب تم ان سے میری طرف سے کہدو کہ

میں نے تمہاری سب باتیں سنیں اور جس نے جو مانگا وہ میں نے دیا ہر ایک اب
تم میں سے جدا ہو جاے اور ہر ایک ایک ایک غار میں چلا جاے میں حجاب کو
جو تمہارے بیچ میں ہے اُٹھائے دیتا ہوں تاکہ تم آنکھ بھر کر میرے نور کو دیکھو اور
دل بھر کر میرے جلال کو سوچو تب حضرت داؤد نے عرض کی کہ آلہی یہ لوگ اس
رتبہ پر کیسے پہونچے اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ اے داؤد یہہ لوگ اس رتبہ پر صرف
اس سبب سے پہونچے کہ میرے ساتھ گمان نیک رکھا اور دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑ دیا
اور میرے ہی ساتھ خلوتوں میں مناجات کی اور یہہ مقام وہ ہے کہ اس پر کوئی
نہیں پہونچ سکتا مگر وہی جو قطعاً دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑ بیٹھے اور کبھی اُس کی کسی
چیز کا ذکر نہ کرے اور دل اُسکا بالکل دنیا اور اہل دنیا سے خالی ہو جاے اور تمام
اشیا میں سے جو میں نے پیدا کی ہیں صرف مجھی کو اختیار کرے اُسوقت میں
اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور جس طرح پر وہ سب کو چھوڑ کر میری طرف آتا ہے میں بھی
اپنی ذات کو اُس کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور جو پردہ ہمارے اُسکے بیچ میں ہوتا ہے اُسکو
اُٹھا دیتا ہوں یہانتک کہ وہ مجھکو ایسا دیکھتا ہے جس طرح پر اس ظاہری آنکھ سے اور
لوگ ان ظاہری چیزونکو دیکھتے ہیں اور ساعت بساعت میں اُن پر تجلی جمال کرتا رہتا
ہوں اور لحظہ بہ لحظہ اپنے نور کو اُن پر چمکاتا رہتا ہوں اور اسقدر اُنکو اپنا کر لیتا ہوں
کہ اگر وہ بیمار ہوتے ہیں میں اُنکی ایسی بیمارداری کرتا ہوں جیسے کہ ماں اپنے پیارے
بچے کی کرتی ہو اگر وہ پیاسے ہوتے ہیں میں ہی اُنکو پانی پلاتا ہوں اگر وہ بھوکے
ہوتے ہیں میں ہی اپنے ذکر کی غذا اُن کو کھلاتا ہوں جب اس طرح پر میں اُنسے
پیش آتا ہوں تب اُن کی آنکھہ دنیا اور اہل دنیا کی طرف سے بالکل اندھی ہو جاتی ہے

اور ذرا بھی اُنکو التفات اُس طرف نہیں رہتا اور مطلق دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتے ایک لحظہ زبان اُنکی میرے ذکر سے اور دل اُن کا میری فکر سے خالی نہیں رہتا اور وہ مجھ تک آنے کی جلدی کرتے ہیں اور میں دیری کرتا ہوں وہ چاہتے ہیں کہ موت اِس جسم کی حجاب کو اُٹھا دے اور کمال وصال نصیب ہو اور میں چاہتا ہوں کہ چند سے اور اُنکو دنیا میں رہنے دوں تا کہ اُنکو اپنی مخلوقات میں سے دیکھا کروں اور اِسی لئے اُنکی موت میں تاخیر کرتا ہوں کہ وہ زندہ رہیں تا کہ میرے مشتاقوں سے دنیا خالی نہ رہے اگرچہ وہ دنیا میں رہتے ہیں لیکن نہ وہ میرے سوا کسی کو دیکھتے ہیں اور نہ میں اُنکے سوا کسی کو دیکھتا ہوں اے داؤد اگر تو اُنکو دیکھے تو حیران رہ جاے کہ بدن تو اُن کا گل جاتا ہے اور جسم اُن کا خشک ہو جاتا ہے اور اعضا اُنکی سوکھہ جاتے ہیں اور جب میرا نام سنتے ہیں دل اُن کا پھٹ جاتا ہے پس یہی وہ لوگ ہیں کہ جنسے میں اپنے فرشتوں اور آسمان والوں پر مباہات کرتا ہوں قسم ہے مجھ کو اپنی عزت و جلال کی کہ اُن کو اپنے فردوس میں جگہہ دیتا ہوں اور اُنکے سینہ کو اپنے جمال سے بھر دیتا ہوں وہ مجھ کو دیکھتے ہیں یہانتک کہ راضی ہو جائیں بلکہ اُن پہ اپنے جمال کی اسقدر تجلی کرتا ہوں کہ اُنکی خواہش سے بھی بڑھکر یہہ دولت اُن کو نصیب ہوتی ہے اور حضرت داؤد سے اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ اے داؤد اُن میرے بندوں سے جو کہ میری محبت چاہتے ہیں کہدو کہ کیا چیز تم کو ضرر پہونچا سکے جب کہ میں اپنا حجاب تم سے اُٹھا لوں اور سب خلق پر جو کہ میرے چاہنے والے نہیں ہیں وہ حجاب پڑا رکھوں تم مجھ کو اپنے دلوں کی آنکھوں سے ایسا دیکھو جسطرح پر ظاہری آنکھہ سے ظاہری چیزیں دکھلائی دیتی ہیں اور کیا نقصان

پہونچا سکتی ہے تم کو وہ چیز دنیا کی کہ جو تم سے لے لون اور اُسکے بدلے بہن دین تم کو دون
اور کیا حرج تمہارا مخلوق کے غصہ سے ہو سکتا ہے جب کہ تم کو میری رضا حاصل ہو کر
اور حضرت داؤد سے اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ اے داؤد تجھکو یہہ گمان ہے کہ مین تجھے
چاہتا ہون اگر یہ سچ ہے تو دنیا کی محبت اپنے دل سے بالکل نکال دے اسلئے کہ میری
محبت اور دنیا کی محبت ایک دل میں کسی طرح جمع نہیں ہو سکتی کیا میری محبت کافی نہیں
ہے کہ جو دنیا کی طرف تو التفات کرے میں تجھکو دونگا بغیر تیرے مانگے میں تیری
مدد کرونگا مصیبت کے وقت اور مین نے اپنی ذات کی قسم کھالی ہے کہ میں کسی
بندے کو ثواب نہ دونگا مگر اُسی کو جس کی نیت اور ارادہ کو مین نے جان لیا ہو کہ مقصد
اُس کا میرا ملنا ہے اور اُسکو کوئی خواہش سوائے میرے نہیں ہے اور اُس کو کوئی حاجت
سوائے میرے کسی سے نہیں ہے جب ایسا ہو جاسے تو میں اُسکی وحشت اور
ذلت دور کر دیتا ہون اور اُسکے دل کو غنی کر دیتا ہون اور اُسکو کسی کا محتاج نہیں کرتا
اور مین نے اپنی ذات کی قسم کہائی ہے کہ کسی بندے کو مین مطمئن نہ کرونگا جب تک
کہ وہ خود اپنے کامون پر نظر رکھیگا اگر سب کام میرے سپرد کر دے تو میں اُس کا
کفیل ہو جاؤنگا۔ اے داؤد میری معرفت کی خواہش کو کوتاہ نہ کر اس لئے کہ میرے
جلال و جمال کی انتہا نہیں ہے جس قدر تو زیادہ مانگتا رہیگا اُسی قدر زیادہ دیتا جاؤنگا
اُس زیادتی کی کوئی حد نہیں ہے اے داؤد بنی اسرائیل کو آگاہ کر دے کہ باہم میرے
اور میرے خلق کی کچھ نسبت نہیں ہے اسلئے چاہئے کہ میرے ہی طرف رغبت کریں
اور مجھی کو چاہیں جب اُن کی خواہش اور رغبت کو میں جان لونگا کہ سوائے میرے دوسری
طرف نہیں ہے تو اُن کو وہ نعمتیں دونگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے

سیئین نہ کسی آدمی کے دل پر اُن کا خیال گذرا مجھ کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ لے
اور دل کی آنکھ سے مجھے دیکھا کر اور ظاہر کی آنکھ سے بھی اُن لوگوں کو نہ دیکھ جن کے دلوں
اور عقلوں پر میری طرف سے پردہ پڑا ہوا ہے کہ جتنا التفات اُن کی طرف ہوگا اتنا ہی
میری طرف سے کم ہو جائیگا اے داؤد میرے بندوں کو میری رحمت سے نا اُمید نہ کر
اور اپنی خواہشوں کو میرے لئے دور کر اس لیئے کہ جو اپنی خواہشوں پر پہونچے اُنکے
دلوں سے میری مناجات کی حلاوت جاتی رہتی ہے میں دنیا اور اُس کی خوبیوں سے
راضی نہیں ہوں اور اگر تو میری راہ پر چلا چاہتا ہے تو ہوا و ہوس کو ترک کر اور اُس کے
ترک پر روزہ رکھنے سے مدد لے اور اپنی بھوک پیاس کو کسی پر ظاہر نہ کر اور ہمیشہ پیٹ
بھر کھانے سے نفرت کر میں اُسی روزہ دار کو دوست رکھتا ہوں جو ہمیشہ روزہ رکھا
کرے اے داؤد اگر میری محبت رکھا چاہتا ہے تو اپنے نفس سے دشمنی رکھ اُسکی
کوئی خواہش پوری نہ کر تب میں تجھکو دیکھونگا اور حجاب اپنا اُٹھا دونگا تجھ کو چاہیے کہ
ہمیشہ میری طاعت میں مصروف رہ اور میری عبادت میں اپنے آپ کو مشغول رکھ
اے داؤد اگر یہہ بدبخت لوگ جو مجھ سے دور پڑے ہوئے ہیں جان لیں کہ میں کیسا
منتظر اُن کا ہوں اور کیسا اُن پر مہربان ہوں اور کیسا شوق مجھ کو ہے کہ کسی طرح وہ
گناہوں کو چھوڑیں اور میری طرف چلیں تو ضرور وہ لوگ مر جائیں اور میرے اشتیاق
و محبت کو جان کر اُنکے اعضا شوق و محبت میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اے داؤد
جب میرا حال اُن بدبختوں کے ساتھ جو میری راہ پر نہیں چلتے یہ ہے تو کیسا حال
میرا اُن لوگوں کے ساتھ ہوگا جو کہ شوق میں ڈوبے ہوئے عشق میں بھرے ہوکر
دنیا کو چھوڑے ہوئے اپنے آپ کو بھولے ہوئے دل و جان سے میری طرف دوڑتے

دوڑتے چلے آتے ہیں پس یہہ اخبار اور مثل اسکے ہزاروں نظائر ایسے ہیں کہ جن سے محبت اور شوق اور اُنس کا ثبوت ہوتا ہے۔

بیان اللہ جلشانہ کی محبت کا جو بندہ کے ساتھ ہے۔

جاننا چاہیے کہ آیات قرآنی اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت رکھتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے (یحبہم ویحبونہ) ویا فرماتا ہے کہ (ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین) اور حدیث شریف میں آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اُس کو گناہ کچھ ضرر نہیں کرتے اور جو گناہ سے توبہ کر لیتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس نے گناہ کیا ہی نہیں یہہ یہہ آیۃ پڑھی کہ (ان اللہ یحب التوابین) کہ اللہ توبہ کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے اسکے یہہ معنی ہیں کہ جس سے محبت کرتا ہے اُسکو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق دیتا ہی جسکے سبب سے پچھلے گناہ کالعدم ہو جاتے ہیں اور اُن کا کچھہ اثر باقی نہیں رہتا۔ جس طرح پر کہ ایمان لانے سے کفر کا کچھہ اثر باقی نہیں رہتا اور اپنے محبت کے لئے اللہ جلشانہ نے بخشدینا گناہ کا شرط کر لیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے (یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم) الحاصل ان آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ جلشانہ کو اپنے بندے کے ساتھ محبت ہے اب معنی محبت کے جاننا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اللہ جلشانہ جس کو چاہتا ہے اُسکے دل سے پردہ اوٹھا دیتا ہے تا کہ وہ اپنے دل کی آنکھ سے جمال الٰہی دیکھنے لگتا ہے اور جب اُسکو یہہ مرتبہ دیا چاہتا ہے تب اُسکو گناہوں سے باز رکھتا ہے اور دنیا کی شغل اُس سے چھڑا لیتا ہے اور اُس کے باطن کو دنیا کی کدورتوں سے پاک کر دیتا ہے اور اُسکے دل کے آئینے کا زنگ چھڑا دیتا ہی

اور پردہ دل کا اوٹھادیتا ہے تاکہ وہ اپنے خدا کو دیکھنے لگتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے
کہ کیونکر معلوم ہو کہ اللہ اپنے کس بندے سے محبت رکھتا ہے اُسکا جواب
یہ ہے کہ ہر ایک چیز نشانیون سے پہچانی جاتی ہے اسی طرح اللہ کی محبت
کی نشانیان ہین جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت اللہ
جلشانہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے اُسکو بلائیں ڈالتا ہے اور اُس سے اُسکے
اہل و مال کو جدا کر دیتا ہے اور اپنے سوا اورون سے اُسکو متوحش کر دیتا ہے اور
اُسکے اور غیر کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے کہا
کہ آپ کوئی سواری کیون نہیں رکھتے جواب دیا کہ اللہ جلشانہ مجھہ کو نہیں چھوڑتا کہ
میں اُسکے سوا کسی دوسرے طرف توجہ کرون اور بعض علما نے کہا ہے کہ اگر تو دیکھے
کہ اللہ جلشانہ تجھہ کو بلائیں ڈالتا ہے تو سمجھہ لے کہ تجھکو صاف کیا چاہتا ہے پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت اللہ جلشانہ کسی بندے کے ساتھ
نیکی کیا چاہتا ہے تو اُسکو عیوب نفس پر بینا کر دیتا ہے کہ وہ نفس کے عیبون کو
دیکھا کرتا ہے پس یہہ علامتیں ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جلشانہ کو
بندے سے محبت ہے اور جو شخص اللہ کا محبوب ہوگا وہ سوا ایک غم کے
دوسرا غم نرکھیگا دنیا کو دل سے برا جانیگا کسی چیز پر دل نہ لگاویگا سوا اُسکے
سب سے وحشت کریگا مناجات کی لذت سے ہمیشہ متلذذ رہیگا۔

بیان علامت محبت کا جس سے معلوم ہو کہ بندہ اپنے خدا سے محبت رکھتا ہے

جاننا چاہیئے کہ محبت کا دعویٰ ہر شخص کربیٹھتا ہے اور اسکو بہت آسان جانتا ہے

حالانکہ یہ دعوی تو بہت آسان ہے اور نباہ بہت مشکل ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ شیطان کے فریب میں آکر اس محبت کی لفظ پر مغرور نہ ہوجاوے اور اپنے آپ کو جب تک امتحان نہ کرے تب تک اس دعوی میں سچا نہ جانے محبت وہ درخت ہے کہ جسکی جڑ زمین میں ہے اور ڈالیاں اُس کی آسمان پر اور پھل اُسکے دل زبان اعضا میں ہیں اور دل اور اعضا میں محبت اس طرح پر معلوم ہوجاتی ہے جس طرح دھوئیں سے آگ اور پھل سے درخت معلوم ہوجاتا ہے منجملہ اُن نشانیوں کے ایک یہ ہے کہ ہمیشہ اُس کے ملنے کا مشتاق رہے اور یہ ظاہر ہے کہ بغیر دنیا سے کوچ کرنے کے ملنا اُس کا غیر ممکن پس موت جو ذریعہ وصال اور باعث ارتحال دنیا سے ہے اُس شخص کے نزدیک محبوب ہوا اسیواسطے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اللہ کا ملنا چاہتا ہے اللہ بھی اُس کا ملنا چاہتا ہے اسی واسطے اللہ جل شانہ نے اپنی محبت کے لئے شہادت کو شرط کردیا ہے اور طلب شہادت علامت محبت رکھی ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیل اللہ صفا پس جو شخص دل اور جان سے اپنے خدا سے محبت رکھتا ہوگا وہ سب سے زیادہ موت کو دوست رکھتا ہوگا ورنہ وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہوگا اور سچ ہے کہ محبت کا وہ مقام ہے کہ ہر شخص اُس تک نہیں پہونچ سکتا اور ہر شخص اپنے اس دعوی میں سچا نہیں ہوتا

این شعلہ چراغ ہر جسے نیست	وین رشتہ بدست ہر کسے نیست
چون برق نگہ بدل زند تاب	صد سینۂ آتشین کند آب
سخت است بدور روی زیبا	بر کف دل و آنگہی شکیبا
در عشق بجز گداختن نیست	این سوختن است ساختن است

درعشق چنین کرامت یار را	این تشنه بعاشقان گوارا
سوز دل وجوش عشق باید	اینها ز فسردہ دل چہ آید
این بوالہوسان چہ برفروزند	کافتند در آتش و نہ سوزند
خوش آنکہ براہ عشق جان داد	عشق است کہ جان باتوان داد
یغما گر شہر عافیت باش	درعشق قتیل بے دیت باش

لیکن ایک دوسرا سبب اور ہے جس سے باوجود محبت کے موت کو پسند نہیں کرتا وہ سبب یہہ ہے کہ بندہ ابتداے مقام محبت میں ہو اور ہنوز اپنے آپ کو لایق حضوری رب الارباب کے نہ سمجھتا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ موت میں اسقدر تاخیر ہو کہ اپنے آپ کو طاعات اور عبادات سے اس لایق کرلون کہ اُسکے سامنے جاسکون اسلیئے موت سے بہاگتا ہو تو یہ نفرت موت سے محبت کی کمی پر دلالت نہیں کرتی اسکی تمثیل یہہ ہے کہ کسی عاشق کو خبر پہونچے کہ اُسکا محبوب آتا ہے اور ہنوز اُسکا مکان لایق اُس کے محبوب کے آراستہ نہ ہو اور وہ یہ چاہے کہ ذرا محبوب کے آنے میں توقف ہو کہ میں مکان کو اُسکے لایق آراستہ کرلون اور سب اسباب تکلف کا اُسکے قابل مہیا کرلون اور سب شغلون سے اپنے آپ کو فارغ کر رکھون تو یہ خواہش اُسکی کمی محبت کے سبب سے نہیں ہے بلکہ عین محبت ہے۔

اللہ جلشانہ کی محبت کی نشانیان

اللہ کی محبت کی نشانیاں یہہ ہیں کہ بندہ اپنے آپ کو اعمال صالحہ میں مشغول رکھے اور خواہشات نفسانی سے بچاوے اور سستی اور کاہلی عبادت میں نہ کرے

اور ہمیشہ اُسی کی طاعت میں مصروف رہے اور نوافل سے تقرب اور نزدیکی اُسکی چاہتا رہے اور ترقی درجات کا ہر وقت طالب رہے اور اپنی جان اور مال کو اُسکی راہ میں نثار کردے اور اپنی مرضی اُس کی مرضی پر چھوڑ دے اور سواے اُسکے کسی کے ذکر سے چین نہ پاوے اور کسی کا خیال سواے اُس کے اُس کے دل میں نہ رہے اُس کے شوق کی آگ کبھی نہ بجھے اُس کی نافرمانی کسی کام میں نہ کرے اُس کی طرف چلنے میں دیری نہ کرے اُس کی راہ پر چلنے والوں کو دوست رکھے جہان اُس کا نام سنے جان و مال نثار کردے اگر ذکر کرے تو اُسی کا اگر فکر کرے تو اُسی کی شکوہ کرے تو اُسی سے شکر کرے تو اُسی کا حاجت رکھتا ہو تو اُسی سے مانگے مشکل پیش آوے تو اُسی سے مدد چاہے بلکہ محبت میں ایسا مستغرق ہو جاے کہ نہ کچھ حاجت رکھے نہ کچھ سوال کرے نہ کچھ خواہش کرے جو اُسکی مرضی ہو اُسی پر اپنی خواہش چھوڑ دے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

اریدُ وصالہ و یرید ھجری	فاترک ما ارید لما یرید

یعنی میں تو اُسکا ملنا چاہتا ہون اور وہ میری جدائی میں بھی وہی چاہتا ہون جو وہ چاہتا ہے غرض کہ ایسے رتبہ پر پہونچ جاوے کہ سواے جاناں کے جان سے بھی سروکار اور سواے دلدار کے دل سے بھی علاقہ نہ رکھے اُسکے پیچھے سب کو چھوڑ بیٹھے ؎

بسوداے جانان زجان مشتغل	بذکر حبیب از جہان مشتغل
بیاد حق از خلق بگریختہ	چنان مست ساقی کہ می ریختہ
نہ اندیشہ از کس زرسوا شود	نہ قوت کہ یکدم شکیبا شود

نشاید بدار و دو اکروشان	کہ کس مطلع نیست بر درد شان
الست از ازل ہمچنان شان بگوش	بفریاد قالوا بلیٰ در خروش

جب اس رتبہ پر پہونچ جائیگا تب اللہ جلشانہ اسی طرح پر اسکو چاہنے لگیگا وہی اسکا مددگار ہوجاویگا وہی اس کا کفیل ہوگا وہی سب کام اسکے کردیا کریگا وہی سب حاجتیں اسکی پوری کرتا رہیگا وہی اس کے دشمنوں پر اسکو ہمیشہ غالب رکھیگا۔ اور کوئی دشمن نفس اور شیطان سے بڑھکر نہیں ہے اس لیئے کبھی اس کو انکے ہاتھ میں نہ چھوڑیگا کیا جس کسی کو خدا اپنا محبوب کریگا اور پھر نفس و شیطان کے ہاتھ سے اسکو ذلیل کریگا ہرگز نہیں چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ (واللہ اعلم باعدائکم) کہ میں خوب تمہارے دشمنوں کو پہچانتا ہوں تم میرے ہوجاؤ میں اُن دشمنوں سے تم کو بچا لونگا اور ہمیشہ انکو تمہارا مغلوب رکھونگا نہ نفس تم پر غالب ہوسکیگا نہ شیطان بلکہ وہ تم سے ایسے بھاگینگے جیسا مغلوب غالب سے بھاگتا ہے پیچھے پھر کر بھی وہ تم کو نہ دیکھ سکینگے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ (یفر الشیطان من ظل عمر) شیطان عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے۔

گناہ منافی محبت ہے یا نہیں

اگرچہ گناہ کمال محبت کی منافی ہے لیکن اصل محبت کی منافی نہیں ہے یہ نہیں ہے کہ جو شخص گناہ کرے اسکو خدا کی محبت نہو یا گناہ سے اصل محبت بالکل جاتی رہے مثال اسکی یہہ ہے کہ کوئی مریض ایسا نہیں ہے کہ جس کو صحت کی خواہش نہو اور پھر وہ بدپرہیزی کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہہ بدپرہیزی مضر ہے تو یہہ بدپرہیزی اسکی محبت کو

جو صحت سے باطل نہیں کرتی چنانچہ ایک شخص کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چند مرتبہ کسی گناہ کے سبب سے حد ماری گئی کسی شخص نے اُس پر لعنت کی اور کہا کہ بار بار حضور میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تعزیر کے لئے یہ شخص حاضر کیا جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اِس پر لعنت مت کر اسلئے کہ یہہ خدا کو اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہے لیکن اِس میں کچھ شک نہیں ہے کہ معصیت اور گناہ محبت کے کمال کو ناقص کر دیتے ہیں بہر حال محبت کے دعوی میں بڑا خطرہ ہے اِسی لئے حضرت فضیل رحمت اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب کوئی پوچھے کہ تو خدا سے محبت رکھتا ہے تو چپ ہو جا اِس لئے کہ اگر انکار کرے تو کفر ہو جاے اور اگر اقرار کرے اور حال تیرا عاشقوں کا سا نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ خدا تجھ سے دشمنی رکھے پس اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہمیشہ اُسکا ذکر کرے اور اُس کے ذکر سے محبت رکھے اور اُسکے قرآن مجید سے جو اُسکا کلام ہے محبت رکھے اور اُسکے رسول سے جو اُسکا محب اور محبوب ہے محبت رکھے بلکہ جس کسی شے یا شخص کو اُس سے علاقہ ہو اُس سے بھی محبت رکھے جیسا کہ مجنون کے حال میں لکھا ہے ؎

رای المجنون فی البیداء کلبا	فمد له من الاحسان ذیلا
فلاموه علی ما کان فیه	وقالوا لم مسحت الکلب نیلا
فقال دعوا الملامة ان عینی	رائته مرة فی حی لیلا
بو الفضولے گفت اے مجنون خام	اینچه شیدا است اینکه می آری بدام
پوز سگ دایم پلیدی مے خورد	مقعد خود را بہ لب می استرد
عیبہاے سگ بسے او میشمرد	عیب دان از غیب او بوے نبرد

گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن	اندر آہنگ شبے از چشم من
کین طلسم بستۂ مولاست این	پاسبان کوچۂ لیلاست این

اور حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ جل شانہ کی محبت
کی علامت یہہ ہے کہ قرآن مجید سے محبت رکھے اور قرآن مجید
سے محبت کی علامت یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے
اور اُن سے محبت کی علامت یہہ ہے کہ اُنکی سنت سے محبت رکھے اور سنت
سے محبت کی علامت یہہ ہے کہ آخرت سے محبت رکھے اور آخرت سے
محبت کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے عداوت رکھے اور اُس سے عداوت کی
علامت یہہ ہے کہ اُس میں دل نہ لگاوے اور سوائے زاد او توشہ کے اور بقدر
قوت لایموت کے کچھ اُس سے نہ لے اور خلوت سے اُنس رکھے اور اہل دنیا
سے نہ ملے اور راتون کو اللہ جل شانہ سے مناجات کیا کرے اِس طرح پر کہ وہ
کہتا ہو اور اُس کا خدا سنتا ہو اور کوئی تیسرا بیچ میں نہ ہو اور راتون کو تہجد میں اُسکا
کلام پڑہا کرے اور اُسکی کتاب کی تلاوت کیا کرے اور اُس میں وہ لطف پاوے کہ
گویا اُس سے باتین کر رہا ہے اور راتون کی تاریکیون کو اپنے وقت کی صفائی
کے لئے غنیمت جانے اِس لئے کہ رات عاشقوں کیلئے پردہ دار ہے پس جو
شخص کہ راتوں کو سووے اور اپنے دل کو اور باتوں میں لگاوے اور اُس کے
مناجات کی لذت نہ پاوے اور اپنے محبوب کے ساتھ خلوت کو غنیمت نہ سمجھے
اور سوائے اُسکے اور کوئی چیز اُسکے دل کو لذت اور اُسکے قلب کو فرحت بخشے تو کیونکر

وہ شخص محبت کے دعوے میں سچا ہوگا ؎

ربط غیروں سے ہے اور ہم سے وفا چاہتے ہو

خود ہی سوچو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

اللہ جل شانہ نے حضرت داؤد پر وحی کی کہ جس کسی نے میری محبت کا دعوی کیا اور پھر رات کو سو رہا وہ اپنی محبت میں جھوٹا ہے بھلا جو محب اپنے محبوب کا ملنا چاہیگا پھر وہ ملنے کے وقت سو رہے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ جل شانہ سے عرض کی کہ الٰہی تو کہاں ہے میں تیری طرف قصد کروں حکم ہوا کہ اے موسیٰ تم قصد کر دیں موجود ہوں جس نے قصد کیا وہ مجھ تک پہونچا مولانائے معنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں ؎

آن یکے اللہ می گفتی شبے
تا کہ شیرین گردد از ذکرش لبے

گفت شیطانش خمش ای سخت رو
چند گوئی آخر اے بسیار گو

این ہمہ اللہ گفتی از عتو
خود یکے اللہ را لبیک گو

می نیاید یک جواب از پیش تخت
چند اللہ میزنی بارو سے سخت

او شکستہ دل شد و بنہاد سر
دید در خواب او خضر را در حضر

گفت ہین از ذکر چون وا ماندہ
چون پشیمانی ازان کش خواندہ

گفت لبیکم نمی آید جواب
زان ہمی ترسم کہ باشم رد باب

گفت خضرش کہ خدا گفت این بمن
کہ برو با او بگو اے ممتحن

گفت آن اللہ تو لبیک ماست
این نیاز و سوز و دردت پیک ماست

نے ترا در کار من آوردہ ام
نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام

حیلہا و چارہ جوئیہاے تو	جذب ما بود و کشاد آن پاے تو
ترس و عشق تو کمند لطف ماست	زیر ہر یارب تو لبیک ہاست

پس جو شخص اللہ جلشانہ کی طرف چلتا ہے سمجھنا چاہیے کہ وہ بلایا گیا ہے اور جو شخص خدا کا ذکر کرتا ہے سمجھے کہ پہلے اسکا ذکر ہو چکا ہے جو کوئی اللہ تعالی کا نام لیتا ہے یقین کرنا چاہیے کہ پہلے اسکا نام پکارا گیا ہے جو کوئی خدا کی حضوری چاہتا ہے سوچنا چاہیے کہ اسکے لئے پہلے دروازہ کھول دیا گیا ہے کوئی اللہ جلشانہ کی طلب نہیں کرتا جب تک کہ پہلے اس کی طلب نہ ہو گئی ہو یحیی بن معاذ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اللہ کو دوست رکھے گا ضرور اپنے نفس کو دشمن جانیگا اور یہ بھی کہا ہے کہ جس میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں وہ اللہ جلشانہ کا محب نہیں ہے ایک یہ کہ خدا کے کلام کو خلق کے کلام پر پسند کرے اور خدا کے ملنے کو خلق کے ملنے سے بہتر جانے اور خدا کی عبادت کو خلق کی خدمت سے اچھا سمجھے اور اسکی محبت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ جو کچھ اسکا جاتا رہے اسپر افسوس نہ کرے اگر افسوس کرے تو ان ساعتوں کے جانے پر جو بغیر یاد اللہ جلشانہ کے گذرین ہوں اس لئے کہ ہر چیز کا عوض ممکن ہے مگر عمر عزیز کی ایک ساعت کا بھی عوض اس دنیا میں نہیں ہوا ہر ایک کے بدلے دوسری چیز سے کام نکل سکتا ہے لیکن جو وقت گذر جای اس کا معاوضہ کسی دوسری چیز سے نہیں ہو سکتا ہے ٥

گر نباشد جامۂ اطلس ترا	کہنہ دلقی ساتر تن بس ترا
ور مزعفر نبود ت با قند و مشک	خوش بود دوغ و پیاز و نان خشک
ور نباشد مشربہ از زر ناب	با کف خود می توانی خورد آب

ورنباشد دورباش ازپیش وپس	دورباش نفرت خلق است وبس
ورنباشد مرکب زرین لگام	میتوان زدہم بپاے خویش گام
ورنباشد خانہاے زرنگار	می توان کردن بسر درکنج غار
ورنباشد فرش ابریشم طراز	باحصیر کہنہ درمسجد بساز
ورنباشد شانہ از بہر ریش	شانہ بتواں کرد از انگشت خویش
ہرچہ بینی درجہاں دارد عوض	درعوض گردد ترا حاصل غرض
بے عوض دانی چہ باشد درجہاں	عمر باشد عمر قدر آن بداں

اور غلبۂ محبت کی نشانی سب سے بڑہکر یہ ہے کہ اگر کوئی ساعت اور کوئی لحظہ یاد الٰہی سے غفلت میں کٹے اور پہر اُس کو ہوش آوے تو اُس غفلت کی شکایت خدا ہی سے کرے اور اُسی سے اُس کا شکوہ اس طرح پر کرے کہ الٰہی یہ تو نے کیا کیا مجھے کیوں اپنی حضوری سے جدا کر دیا کیون اپنا احسان مجہہ پر چہوڑ دیا کیوں اپنا ہاتھ مجھ سے اُٹھا لیا کیوں اپنی بارگاہ سے مجھے نکال دیا کیوں مجھکو میرے نفس میں مشغول کر دیا کیوں اپنا ذکر میری زبان سے لے لیا کیون اپنی یاد کو میرے دل سے بہلا دیا کیوں مجہہ کو اپنی مجلس سے نکال دیا کیوں مجہہ کو شیطان کے ہاتھہ میں دے دیا میں اگر کاہل تہا تو مجھکو چست کر دیتا اگر غافل تہا تو مجھکو ہوش دے دیتا اگر میں شیطان کا مغلوب ہو گیا تہا تو مجہہ کو غالب کر دیتا کیا میں تیرا بندہ نہیں ہوں کیا مجہہ کو سواے تیرے دوسرے خدا نے بنایا ہے اگر غلام اپنی بدبختی سے آقا کو چہوڑ کر بھاگتا ہے تو آقا اُسکا زبردستی سے پکڑ بلاتا ہے ؎

اپنے در سے تو مت نکال ہمیں	یوں جو چاہے تو مار ڈال ہمیں

پس الٰہی تو نے مجھ کو کیون اپنی بندگی سے آزاد کر دیا اور کیون اپنی غلامی سے مجھکو نکال دیا اگر میں کاہل ہو گیا تہا تو تیرے احسان کے غرور پر اگر میں غافل ہو گیا تھا تو تیری رحمت کے بہروسے پر ہے ٥

چون مرا تو آفریدی کاہلی	زخم خواری سست جنبی غفلی
کاہلم چون آفریدی ای ملی	روز بیم ده هم ز راه کاہلی
بر خوان پشت ریش بے مراد	بار اسپان و اشتران نتوان نہاد
کاہلم من سایہ خسپیم در وجود	خفتم اندر سایہ احسان وجود
کاہلان و سایہ خسپان را اگر	روزی نے نہادہ نوع دگر
ہر کرا پا نیست جو ید روزئے	ہر کرا پا نیست کن دلسوزئے

اس کہنے سے جو دل سے ہوتا ہے قلب کو رقت اور دل کو صفائی حاصل ہوتی ہے اور یہی شکایت کفارہ غفلت ہے اور محبت کی نشانی یہ ہے کہ کبھی عبادت اوسپر گران نہ ہو بلکہ طاعت کی لذت اور مناجات کا لطف اور ذکر کا شوق اُسکے دل کو ایسا کر دے کہ وہ محنت راحت معلوم ہو اور اُس تکلیف میں اُسکو فرحت حاصل ہو چنانچہ بعضون نے لکھا ہے کہ اول بیس برس ہم نے شب بیداری کی تکلیف اُٹھائی تب بعد اُسکے بیس برس اُسکا مزا پایا اور ابتدا میں طاعت سے کسی قدر تکلیف ہوتی ہے لیکن آخر پر وہی تکلیف راحت ہو جاتی ہے اور کسی طرح پر دل طاعت سے سیر نہیں ہوتا ٥

پنج وقت آمد نماز رہنمون	عاشقانت را صلوٰۃ دائمون
نے بہ پنج آرام گیرد آن خمار	راست گویم نے بصد نے صد ہزار

نیست زرغبؔ وظیفہ عاشقان	سخت مستسقی است جان صادقان
باوجود آنکہ دریا درکشند	خشک لب باشند وہم در آتشند

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ جس پر دنیا کی شہوتیں غالب ہوجاتی ہیں اُس سے میں مناجات کی لذت لے لیتا ہوں ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم نے ایک آواز سنی کہ ایک پکارنیوالا پکار رہا ہے کہ سب خطائین تمہاری معاف ہیں مگر ہم سے پھرے رہنا معاف ہے یہ سنکر وہ ایسے مدہوش ہوے کہ ایک دن اور رات اُن کو ہوش نہ آیا اور محب کو چاہیئے کہ ہمیشہ محبوب سے ڈرتا رہے کبھی مغرور نہ ہو اسلئے کہ اکثر غرور باعث شقاوت ہوجاتا ہے اور اللہ جلشانہ غرور کے سبب سے اپنی محبت اُس بندہ کے دل سے نکال لیتا ہے اور بجاے محبت کے اُس سے دشمنی کرتا ہے اور نشانی اِس کی یہ ہے کہ وہ بندہ دوسرے سے محبت کرنے لگتا ہے اور خدا کے ذکر سے اُسکا دل خوش نہیں ہوتا اور نیک کاموں کی توفیق اُسکو نہیں ہوتی اور عبادت وطاعت سے اُس کا دل نہیں کھلتا اور ذکر وفکر سے اُسکو لذت نہیں ہوتی یہ نشانیاں اللہ جلشانہ کی دشمنی کی ہیں اس لئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ جس کسی نے خدا کی عبادت فقط محبت سے کی اور ڈر اور خوف چھوڑ دیا وہ ہلاک ہوا اور جس نے فقط خوف سے عبادت کی اور محبت نہ رکھی وہ اُس سے جدا ہوگیا اور جس نے محبت اور خوف دونوں کو پیش نظر رکھکر عبادت کی وہ خدا کا محبوب ہوگیا جو محب ہو چاہیئے کہ وہ خوف سے خالی نہ ہو اور جو خائف ہو چاہیئے کہ محبت سے باہر نہ ہو ہاں جب محبت غالب ہوجاتی ہے اور دل کو گھیر لیتی ہے

اور وہ مرتبہ عشق پر پہونچ جاتا ہے اُس کو کچھ خوف نہیں رہتا مگر یہہ طاقت بشری سے باہر ہے اور ایسا عاشق بشریت کے مرتبے سے گذر جاتا ہے جب تک بشریت ہے تب تک خوف لازم ہے چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ کسی ابدال نے کسی صدیق سے سوال کیا کہ میرے لئے اللہ جلشانہ سے عرض کرو کہ مجھکو ذرہ معرفت عطا کرے اُس نے دُعا کی اور خدا نے قبول کی اوس ابدال کا یہہ حال ہوگیا کہ عقل جاتی رہی ہوش باقی نہ رہے دیوانہ ہوگیا حیران و پریشان دیوانوں کی طرح بکتا جھکتا سات دن پھرتا رہا نہ وہ کسی چیز کو جانے نہ کوئی اُس کو پہچانے تب اُس صدیق نے دعا کی کہ الٰہی جو تو نے معرفت اپنے بہ قدر ذرہ کے اِس کو دی ہے اُس سے کچھ کم کردے وحی ہوئی کہ اے صدیق ہم نے ایک ذرہ معرفت کے سو ہزار حصے کئے تھے ایک حصہ اُسکو دیا تھا اس لئے کہ جس روز اُس نے ہماری معرفت کا سوال کیا سو ہزار بندے اور اُسی ذرہ معرفت کے سایل تھے جب تو نے اِس شخص کی سفارش کی میں نے سب کی دعائیں قبول کیں اور اُسی ذرہ معرفت کو اُن سو ہزار آدمیوں پر بانٹ دیا تب اُس صدیق نے متحیر ہوکر عرض کی کہ یا احکم الحاکمین تیرے اسرار کو کون جان سکتا ہے جسقدر تو نے اُسکو معرفت دی ہے اُسکو اسقدر کم کردے کہ وہ آدمی بن جاے اور اُس کا دل ٹھہر جاے غرض کہ اُس جزو معرفت کی جو اُسکو دی گئی تھی دس ہزار حصے کئے گئے اور صرف ایک حصہ باقی رکھا اور حصے خدا نے اُسکے دل سے لے لئے تب اُسکا حال درجۂ اعتدال پر آیا اور اُس کا دل ٹھہرا اور خوف اور رجا اور محبت نے اُسکے دل میں جگہ کی اور مثل اور عارفین کے ہوگیا اور جو لوگ کہ معرفت کے درجے پر پہونچ جاتے ہیں اُنکو اجازت نہیں ہے کہ جو چیز اُن پر ظاہر ہو جاوے

اسکو اُس پر کھولیں کہ جو محرم اُسکا نہیں ہے ہمیشہ اغیار سے اسرار کا چھپانا چاہیئے ورنہ عالم خراب ہو جاوے دنیا برباد ہو جاے اس لئے کہ غفلت باعث عمارت دنیا ہے یہانتک لکھا ہے کہ اگر سب آدمی چالیس دن حلال کھاوین سب دنیا برباد ہو جاے بازار بند ہو جائین تجارت چھوٹ جاے کوئی کام نہ چلے بلکہ اگر صرف علماء حلال کھائیں تو علم کا رواج جاتا رہے اس لئے کہ اُن کو اپنے نفس کے تزکیہ اور اپنے باطن کے تصفیہ سے فرصت تقریر اور تحریر کی کہاں ملے کہ وہ ترویج علوم کی طرف متوجہ ہوں بہر حال یہہ اسرار الٰہی ہیں کہ جن کو کوئی نہیں جان سکتا اور جو جانتے ہیں اُن کو اجازت افشار کی نہیں ہے ؎

اگر سالکے محرم راز گشت	بہ بندند بروے در باز گشت
کسے را درین بزم ساغر دہند	کہ دار وے بیہوشیش در دہند
کسے رہ سوئے گنج قارون نبرد	وگر برد رہ باز بیرون نہ برد

اور منجملہ نشانیوں محبت کے چھپانا محبت کا ہے کہ محبت کو ظاہر نہ کرے اور دعوی سے پرہیز کرے اور شوق و ذوق کے اظہار سے اپنے آپ کو بچاوے اور ہر وقت محبوب کے جلال اور ہیبت پر نظر کر کے بہ نظر اُس کی تعظیم کے دعوے محبت سے ڈرتا رہے اور چونکہ محبت ایک سر اسرار عجیب ہے اس لئے ہمیشہ غیرت رکھے کہ دوسرے پر وہ راز ظاہر نہ ہو جاے کما قیل ؎

غیرت از چشم برم روے تو دیدن ندہم

گوش را نیز حدیث تو شنیدن نہ دہم

ہاں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محب محبت کے نشے میں ایسا سرشار ہو جاتا ہے

کہ اُسکو ہوش و حواس نہیں رہتے پس اگر ایسی حالت میں اُس سے اظہار محبت ہو جاے تو وہ معذور ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُسکے سینے سے ایسی آگ بھڑکتی ہے کہ اُس کا شعلہ چھپانے سے چھپ نہیں سکتا اور بعض عارفین نے کہا ہے کہ اکثر آدمی اللہ جلشانہ سے دور ہو جاتے ہیں جو کہ زیادہ تصنع کرتے ہیں اور اُسکی محبت کا اظہار کیا کرتے ہیں۔

حکایت

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری نے ایک شخص کو جو کہ اکثر محبت کی باتیں کیا کرتا تھا درد میں مبتلا پایا حضرت ذوالنون نے کہا کہ جو شخص اُسکے مار کا دکھ پاے وہ اُس سے محبت نہیں رکھتا اُس شخص نے کہا درست ہے لیکن میرا یہ قول ہے کہ جو شخص اُسکی مار کی لذت نہین پاتا وہ اُسکو نہیں چاہتا پھر حضرت ذوالنون نے کہا کہ سن جو شخص اپنے آپ کو اُس کی محبت میں مشتہر کیا چاہے وہ اُسکو نہیں چاہتا تب اُس شخص نے کہا کہ استغفر اللہ واتوب الیہ اگر کوئی کہے کہ محبت منتہاے مقامات اور عمدہ ترین درجات سے ہے پس اُسکا اظہار اظہار خیر ہے پھر کیون اُسکا چھپانا چاہیئے جواب اُسکا یہہ ہی کہ محبت بیشک اعلی ترین مقامات سے ہے اور اُسکا ظاہر ہی اچھا ہے لیکن بہ تکلف ظاہر کرنا اُس کا برا ہے اور جب محبت ہو گی تو محب کو اُسکے اظہار کی ضرورت اور خواہش نہ رہیگی اس لئے کہ اُسکے اصلی غرض یہ ہوگی کہ فقط محبوب اُسکا اس کے حال پر مطلع ہو اور وہی اُس کے افعال اور احوال سے واقف ہو جب اُس نے دوسرے کو مطلع کرنا چاہا تو یہ ارادہ اُسکا درحقیقت شرک فی المحبت ہے جیسا کہ انجیل میں آیا ہے کہ جب تو صدقہ کرے تو اس طرح پر کر کہ تیرے بایئں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ تیرے دہنے ہاتھ نے کیا کیا اور جب تو روزہ رکھے تو اپنے منھہ کو دھو اور اپنے سر مین تیل لگا تاکہ سواے تیرے

پروردگار کے کوئی نہ جانے کہ تو نے روزہ رکھا ہے پس قول وفعل کا اظہار کرنا بُرا ہے مگر جب کہ غلبۂ محبت میں اور حالت سکر میں زبان سے کچھ نکل جاوے تو معذور ہے۔

اُنس کے معنی کا بیان

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اُنس اور خوف اور شوق آثار محبت سے ہیں لیکن یہ آثار مختلف ہیں جب کہ دل کی رغبت کسی امر پوشیدہ کی طرف ہو کہ جو اب تک نہ ملا ہو اُس کو شوق کہتے ہیں اور اگر مل گیا ہو اور مشاہدہ اُسکا ہو چکا ہو اُس سے جو فرحت دل کو ہو اُس کو اُنس کہتے ہیں اور اگر دل کو یہ نظر اُس کے استغنا اور بے پروائی کے خیال جدائی کا ہو اُس خیال سے جو درد ہو اُسکو خوف کہتے ہیں پس اُنس کے معنی یہ ہوئے کہ بسبب دیکھنے جمال محبوب کے دل کا خوش ہونا اور جب کسی کو اللہ جلشانہ سے اُنس ہوگا اُسکو ضرور غیروں سے وحشت ہوگی اُنس باللہ اور توحش من غیر اللہ لازم وملزوم ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ جلشانہ نے باتیں کیں بہت مدت تک اُنکی یہہ حالت رہی کہ کسی کی بات نہ سنتے تھے اور غشی کی حالت میں رہتے تھے اِس لئے کہ محبوب کے کلام کی شیرینی نے اور اُسکے ذکر کے مزے نے دل سے ساری حلاوتیں اُٹھالیں حضرت رابعہ بصری سے کسی نے پوچھا کہ تم کو یہہ مرتبہ کیونکر ملا جواب دیا کہ اِس سبب سے کہ میں نے اُن لوگوں کو چھوڑا جو میرے کسی کام میں نہیں آسکتے اور اُس سے اُنس کیا جو کبھی مجھ سے جدا نہیں ہوتا عبدالواحد ابن زید کہتے ہیں کہ میرا گذر ایک راہب تک ہوا اُسکو میں نے تنہا خلوت میں دیکھکر پوچھا کہ کبھی تیرا دل نہیں گھبراتا اُس نے کہا کہ اگر تم اِس وحدت اور خلوت کی حلاوت چکھو تو اپنے نفس سے بھی وحشت کرنے لگو وحدت

ہی اصل عبادت ہے تب میں نے پوچھا کہ ادنیٰ فائدہ وحدت کا کیا ہے جواب دیا کہ ادنیٰ راحت یہ ہے کہ آدمیوں کی مدارات نہیں کرنی پڑتی اور اُن کے شر سے نجات ملتی ہے پھر میں نے کہا کہ یہ حلاوت کس کو نصیب ہوتی ہے جواب دیا کہ اُس کو جو کہ محبت میں صاف ہو جاوے اور معاملہ اُسکا خالص ہو جاوے پھر میں نے پوچھا کہ محبت کی صفائی اور معاملہ کا خلوص کب ہوتا ہے جواب دیا کہ جب سب غم مل کر ایک ہی ہو جائیں یعنی کوئی غم سوائے غم فراق کے نہ رہے اور سب خواہشیں دل کی جاتی رہیں اور ایک خواہش محبوب کی رہ جاوے نہ دوسرا غم اُسکو رہے کہ دل کو پریشان کرے نہ دوسرا محبوب ہو کہ جو دل کو اصلی محبوب کی محبت سے کسی وقت جدا کرے اگر کوئی پوچھے کہ اُنس کی علامت کیا ہے جواب اُسکا یہ ہے کہ خاص علامت اُنس کی یہ ہے کہ خلق کی صحبت سے دل اُسکا تنگ ہو اور لوگوں کے ملنے سے نفرت کرے اور سوائے ذکر آلٰہی کے اور باتوں سے دل اُسکا گھبراے اور یہ حال اُسکا ہو جاوے کہ صحبت میں خلوت اور خلوت میں صحبت اور سفر میں مقام اور مقام میں سفر اور غیبت میں حضوری اور حضوری میں غیبت معلوم ہو تن سے غیروں کے پاس ہو اور دل سے اپنے یار کے پاس زبان سے اوروں سے باتیں کرتا ہو اور دل میں اپنے محبوب سے ہمکلام ہو۔

بیان اُس ناز و نیاز کا جو غلبہ اُنس میں ہوتا ہے

جاننا چاہیئے کہ جب اُنس کو دوام اور استحکام ہو جاتا ہے اور قلق شوق کی تشویش مٹ جاتی ہے اور تغیر اور حجاب کا خوف باقی نہیں رہتا اور دل اُنس سے

ایسا بھر جاتا ہے کہ کسی طرح کا خطرہ اور اندیشہ مفارقت کا باقی نہیں رہتا تب افعال
اور اقوال اور مناجات میں ایسا انبساط ہوتا ہے کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا وہ اقوال
اور افعال ظاہر میں ایسے بُرے ہوتے ہیں کہ اگر دوسرا شخص بنا کر کہے تو وہ ہلاک
ہو جاوے وہی اقوال اور افعال جو بہ سبب کمال اُنس کے وہ شخص کہتا ہے جو حضوری
کا مرتبہ پاکر نڈر ہو گیا ہو اور جس کو اُسکا محبوب نہایت لطف سے سنتا ہے اور اچھا
جانتا ہے اور اُس کو غلبۃ الانس میں مرفوع القلم کر دیتا ہے کوئی دوسرا شخص بنا کر کہے
تو اُس کو کافر کہکر نکال دیتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ
حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں سات برس تک پانی
نہ برسا اور تمام ملک میں قحط عظیم ہوا گھاس تک زمین سے نہ اگی ایک قطرہ بھی آسمان
سے نہ گرا تب اللہ جلشانہ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ استسقا یعنی پانی برسنے
کی دعا کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام ۷ ہزار بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر دعا کیلئے
نکلے سبھوں نے دعا کی کسی کی خدا نے نہ سُنی آخر حضرت موسیٰ پر وحی کی کہ ان کی
دعائیں میں کیونکر قبول کروں گناہوں نے ان کے دلوں کو تاریک کر رکھا ہے۔
نافرمانیوں نے ان کی طبیعتوں کو مکدر کر دیا ہے مجھ سے مانگتے ہیں اور یقین نہیں
رکھتے مجھے بُرا کہتے ہیں اور میرا خوف نہیں کرتے اے موسیٰ اگر تم چاہتے ہو کہ میں
ان لوگوں کی دعا قبول کروں تو جاؤ اور ایک بندہ کو جو خاص ہمارے بندوں میں ہے
جسکا نام برخ ہے لے آؤ وہ دعا کرے میں قبول کروں حضرت موسیٰ نے کہا کہ الٰہی
وہ کہاں ہے جواب ملا کہ ہم نہ بتلائینگے ڈھونڈھ لو چنانچہ حضرت موسیٰ ڈھونڈتے پھرے
ایک روز راہ میں ایک غلام سیہ فام ملا کہ جس کے چہرے سے نور محبت چمک رہا تھا

اور حضرت موسیٰ نے بہ نور آلٰہی اُس کو پہچان لیا اور سلام کرکے کہا کہ ع

مدتے بود کہ مشتاق لقایت بودم

آپ کا کیا نام ہے کہا کہ مجھے برخ کہتے ہیں حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپ ہی وہ ہیں کہ جنکی تلاش میں ہم مدت سے حیران و سرگردان پھر رہے ہیں اُس نے پوچھا کہ مجھہ سے تم کو کیا کام ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ چلیے اور اپنے پروردگار سے کہکر پانی برسائیے وہ سنکر حضرت موسیٰ کے ساتھہ چلے اور ذوق شوق میں آکر اِس طرح پر کہنے لگے کہ آلٰہی تیرا تو آگے یہہ حال نہ تھا اور یہہ کام تیرے نہ تھے تیری ذات سے اور تیرے حلم سے بہت بعید ہے کیون اتنی مدت سے تو نے پانی بند کر دیا اور اِن بندون کو آفت قحط میں مبتلا کیا آخر سبب اِسکا کیا ہے سب چلا رہے ہیں اور تو کسی کی نہیں سنتا سب مر رہے ہیں اور تو آنکھہ اُٹھا کر کسی کو نہیں دیکھتا ایسی بھی بےپروائی کس کام کی ہے

ہیں یاور صد ہزار نواے جگر خراش | تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں

آلٰہی مجھہ سے تو کہہ کیا تیرے چشمے سوکھہ گئے یا ہوا تیرے کہنے سے نکل گئی یا جو کچھہ تیرے پاس تھا وہ تمام ہو چکا یا پانی کے خزانے سوکھہ گئے یا تو نے سخاوت سے ہاتھہ کھینچ لیا اِس قدر بھی غصہ کس کام کا کہ جس سے تمام خلقت ہلاک ہوئی جاتی ہے آخر یہہ گنہگار ہیں تو کیا غفار نہیں ہے اگر ایسے ہی گنہگاروں پر خفگی تھی تو اپنا نام غفار کیوں رکھا تھا تو ہی کہتا ہے کہ میں نے گناہ کے پیدا کرنے سے پہلے رحمت کو پیدا کیا ہے اب وہ رحمت تیری کہاں گئی ہم کو تو یہہ حکم ہے کہ سب سے بہ نرمی و مہربانی پیش آؤ اور خود اِس قدر غصہ ہے آلٰہی مجھے یہہ بتلادے کہ کیا کسی نے تجھہ کو رحمت سے روک لیا ہے یا کسی نے تیرا ہاتھہ پکڑ لیا ہے کیا تجھے کسیکا خوف ہے یا تو ڈرتا ہے کہ ایسا نہو کہ وقت گذر جاوے اور

میں اپنا بدلا گنہگاروں سے نہ لے سکوں ایسی ہی عقوبت میں تعجیل کیا ہے آلہی تو بڑا ہے بڑوں کو چھوٹوں کی برائیوں پر نظر نہ کرنی چاہیئے تو اپنی ذات کی طرف دیکھ ان کم بخت گنہگاروں بد بخت خطا کاروں کی طرف خیال کرتا ہے اگر انہوں نے گناہ کیئے تو تیرا کیا بگاڑا تیری خدائی میں اِنکے گناہ سے کچھ خلل آگیا تیری شان وشوکت اُن سے کچھ گھٹ گئی آلہی اب دیر نہ کر جلد پانی برسا دے نہیں تو اور کچھ کہونگا برخ یہ کہنے نہ پایا تھا کہ اس روز سے پانی برسا کہ تمام بنی اسرائیل دنگ ہوکر رہ گئے اور آدھے دن میں گھانس زمین سے جم آئی جب برخ نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ زمین سبز ہوگئی تب چلے اور کہا کہ ہاں اب تم نے اپنی خدائی کا سا کام کیا خدا کو ایسا ہی کرنا چاہیئے یہ کہکر برخ چل دیا حضرت موسیٰ اُس کے پاس آئے تو حضرت موسیٰ سے کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم نے دیکھا کیسا اڑ جھگڑ کر ہمنے اپنے خدا سے پانی برسا لیا دیکھو کیسا منصف خدا ہے قایل ہوگیا یہہ سنکر حضرت موسیٰ کو جلال آیا اور چاہا کہ اُسکو اس بے ادبی اور گستاخی پر ماریں خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ خبردار اے موسیٰ کیا کرتا ہے اس دیوانی کو جانے دے اسکی دیوانی باتوں پر خیال نہ کر یہ تو دن بھر میں کئی دفعہ مجھہ کو ہنسا دیا کرتا ہے تجھے اپنے کام سے کام تھا وہ ہوگیا تجھہ کو اسکی باتوں سے کیا کام ہے لیہرا ہیں کہ جن کو ہم جانتے ہیں اور ہمارے خاص بندے غیروں کو بیچ میں بولنے کی مجال نہیں ہے

موسیان آداب دانان دیگر اند	سوختہ جان و روانان دیگر اند
گر خطا گوید ورا خاطی مگو	چون بود پر خون شہیدان را مشو
خون شہید ترا ز آب اولی تراست	این خطا از صد صواب اولی تراست

اور حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بصرہ میں آگ لگی سب کے چھپر جل گئے اُن چھپرون کے بیچ میں ایک شخص کا چھپر اُس میں سے رہ گیا حضرت ابو موسیٰ نے جو امیر بصرہ کے تھے اُس شخص کو جسکا چھپر نہ جلا تھا بلاکر پوچھا کہ تیرا چھپر کیون نہیں جلا اُس نے جواب دیا کہ میں نے خدا کو قسم دے دی تھی کہ میرا چھپر نہ جلائیو ابو موسیٰ نے فرمایا کہ سچ ہے میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہونگے کہ جن کے سر گرد سے آلودہ اور کپڑے اُنکے میلے ہونگے جب خدا کو کسی بات پر قسم دلائینگے وہ مان لیگا اور لکھا ہے کہ ایک روز ابو حفص چلے جاتے تھے راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بدحواس پھر رہا ہے پوچھا کہ کیوں اس طرح پھرتا ہے جواب دیا کہ میرا ایک گدہا تھا وہ جاتا رہا اور سوائے اُسکے میرے پاس دوسرا نہیں ہے ابو حفص کھڑے ہو گئے اور یہہ کہنے لگے کہ الٰہی تیرے ہی عزت کی مجھکو قسم ہے کہ ایک قدم آگے نہ چلونگا جب تک تو اِسکا گدہا اِسکو نہ دلا دیگا اُسی وقت اُس کا گدہا آگیا اور ابو حفص آگے چل دیئے پس یہہ حکایات اور مثل اسکے اور بہت ہیں جو کہ ارباب اُنس کہہ سکتے ہیں اور سوائے اُنکے اوروں کو تشبہ حرام ہے پس یہہ ناز و نیاز بعض بندوں کو دیا جاتا ہے نہ سب کو حضرت موسیٰ بہی ایک مرتبہ اُنس کے مزہ میں آکر کہنے لگے (ان ھی الا فتنتک تضل بھا من تشآء و تھدی من تشاء) کہ یہ سب تیرا فتنہ ہے جس کو چاہے تو گمراہ کرے اور جس کو چاہے ہدایت کرے اور یہی کلام سوائے موسیٰ کے اگر اور کوئی کہے تو سوء ادب ہے۔

رضا کے معنی کا بیان

جاننا چاہیے کہ اللہ کے قضا پر راضی ہونا محبت کے پھلوں سے عمدہ پھل ہے اور رضا اعلیٰ ترین مقامات مقربین سے ہے اور اس کی بزرگی آیات سے ثابت ہے جیساکہ فرماتا ہے (رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ) اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ اصحاب سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو جواب دیا کہ مومن ہیں آپ نے پوچھا کہ تمہارے ایمان کی کیا نشانی ہے جواب دیا کہ بلا پر صبر کرتے ہیں نعمتوں پر شکر کرتے ہیں اس کی قضا پر راضی ہیں حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے رب کعبہ کی تمہیں مومن ہو اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی تھوڑی رزق پر خدا سے راضی رہے خدا بھی اس سے تھوڑے عمل پر راضی ہوگا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تب ایک گروہ کو میری امت سے اللہ جلشانہ پر عطا کریگا جس کے سبب سے وہ اپنی قبروں سے اتر کر جنت کو چلے جائینگے وہیں سیر کرینگے اور جہاں چاہیں گے سیر کرتے پھرینگے فرشتے ان سے پوچھیں گے تمہارا حساب ہوچکا وہ کہیں گے ہم حساب کچھ نہیں جانتے تب فرشتے کہیں گے تم پل صراط سے اتر آئے وہ جواب دینگے کہ ہم نے پل صراط کو دیکھا بھی نہیں تب وہ کہیں گے تم نے جہنم کو دیکھا وہ کہیں گے ہم نے کچھ نہیں دیکھا تب فرشتے کہیں گے تم کس نبی کی امت ہو وہ جواب دینگے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں تب فرشتے کہیں گے کہ ہم تم کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتے ہیں کہ ہم کو تبلادو تم دنیا میں کیا کیا کرتے تھے وہ جواب دینگے

کہ ہم وہ کام کرتے تھے جس نے ہم کو بفضل آلٰہی اس مرتبے پر پہونچایا فرشتے کہیں گے
وہ وہ کام کیا تھے وہ جواب دینگے کہ جب ہم تنہا ہوتے تھے تو ہم خدا سے حیا کرتے تھے
اور اسکا گناہ نہ کرتے تھے اور جو کچھ تھوڑا بہت ہماری قسمت میں لکھہ دیا تھا اُسی پہ
ہم راضی رہتے تھے تب فرشتے کہیں گے تمہارا یہی حق تھا جو تمہارے ساتھہ
کیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اخبار میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت
موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے پوچھو کہ کون سے کام ہم کریں
جن سے وہ ہم سے راضی رہے تب حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ آلٰہی تو نے سُنا
بنی اسرائیل کیا کہتے ہیں جواب ہوا کہ اے موسیٰ اُن سے کہدو کہ وہ مجھہ سے راضی
رہیں میں اُن سے راضی رہونگا اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ میں وہ خدا ہوں
کہ کوئی معبود سوای میرے نہیں ہے جو شخص میری بلاؤں پر صبر اور میری نعمتوں پر شکر
نہ کرے اور میری قضا پر راضی نہ رہے اُس کو چاہیئے کہ سوائے میرے دوسرا
رب تلاش کرے اور اخبار میں آیا ہے کہ پچھلے انبیاء میں سے ایک نبی نے اللہ جلشانہ
سے بھوکہ اور فقر اور کٹھمل کی شکایت دس برس تک کی خدا نے کچھہ جواب نہ دیا بعد
دس برس کے وحی کی کہ ام الکتاب میں قبل پیدا کرنے آسمانوں اور زمینوں کے میں یہ لکھہ
چکا تھا اور تیرے لئے یہہ حکم ہو چکا تھا اب تو چاہتا ہے کہ تیرے لئے میں خلق دنیا کو بدل دوں جو میں نے
تیرے لئے مقدر کر دیا ہے اسکو بدل دوں کیا تیری خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم سمجھوں کیا وہی کروں
جو تو چاہتا ہے قسم ہے مجھہ کو اپنے عزت و جلال کی کہ اگر اب ایک مرتبہ بھی کبھی یہہ
خیال تیرے دل میں آیا تو دفتر نبوت سے تیرا نام نکال دونگا اور عبدالعزیز ابن ابی رواد
کہتے ہیں کہ جو کی روٹی اور سرکہ کے کھانے سے کچھہ نہیں ہوتا کمبل اور بالوں کے پہننے

کچھہ کام نہیں نکلتا بڑے درجے کے لوگ وہ ہیں جو اپنے خدا کی قضا پر راضی
رہتے ہیں۔

رضا کی حقیقت کا بیان
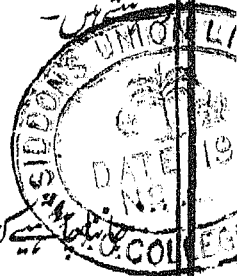
جاننا چاہیے کہ جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو محبوب کے افعال کو
اچھا جانتا ہے اور اُس کے سب کامون پر راضی رہتا ہے اور یہ دو طرح سے ہوتا ہے
ایک اس طرح کہ کسی درد کا دکھہ اُس کو معلوم ہی نہ ہو اور محبت کا غلبہ اُس درد کا اثر
باطل کر دے مثلاً زخم لگے اور اُسکی تکلیف اُسکو نہ ہو اور یہہ کچھہ عجب نہیں ہے اسلئے
کہ دل اُسکا محبت میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ ہرگز اُسکو ہوش نہیں رہتا کہ کیا اُسپر
ہو رہا ہے اور جب کسی عاشق کو اُسکا محبوب کچھہ تکلیف دے تو وہ فعل محبوب سمجھکر
اس میں ایک عجیب لذت پاتا ہے کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا چنانچہ لکھا ہے کہ ایک
عورت کے پاؤں میں ٹھوکر لگی اُس کا ناخن ٹوٹ گیا وہ ہنسی لوگوں نے پوچھا کہ کیا تجھکو
اسکا درد نہیں ہوا جواب دیا کہ ثواب کی لذت نے میرے دل سے درد کی تکلیف
دور کر دی حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ بیماری میں اپنی دوا نکرتے تھے لوگون نے
پوچھا سبب اسکا کیا ہے کہا کہ اے دوست محبوب کی مار بھی پیار ہے اور دوسری
وجہہ یہہ ہے کہ تکلیف کا درد تو ہو لیکن اُس پر راضی رہے اگرچہ بمقتضاے طبیعت
اُسکو بُرا سمجھے لیکن بمقتضاے محبت اُسکو اچھا جانے جس طرح پر انسان فصد
کو بُرا جانتا ہے مگر صحت کے لئے بمقتضاے عقل اُسکو اچھا سمجھتا ہے تاجر
بامید منفعت سفر کی مشقت کو قبول کرتا ہے اسی طرح پر جو شخص اللہ جلشانہ سے

محبت رکھتا ہے وہ اُسکی سب بلاؤں کو اچھا جانتا ہے اور اُس پر راضی رہتا ہے
اور اُسکے ثواب کی اُمید اُس تکلیف کو راحت کر دیتی ہے اور اُس بلا پر شاکر رہتا ہے
یہ حال اُس کا ہے جو ثواب اور احسان اور نعمتوں پر لحاظ رکھتا ہے اور اُن سے بڑھکر
درجے میں وہ شخص ہے جو سوا محبوب کی نعمت اور ثواب کا خیال نہیں رکھتا
صرف محبوب کو اپنا مطلوب جانتا ہے اگر ہزار نعمتیں دے یا ہزار مصیبتیں دونوں
کو برابر جانتا ہے اور محبت اُسکی ایکسان رہتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے حال میں لکھا ہے۔

حکایت

اللہ جلشانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مال اور مویشی بہت دیئے اور وہ
شب و روز اُس کا شکر کیا کرتے تھے اور اُسکی عبادت میں شب و روز لبر کرتے
فرشتوں نے یہ حال دیکھکر خیال کیا ؎

کین ہمہ جد و جہد و میدہش	نیست جز در مقابل نعمتش
عشق نعمت ز دست رہ بروی	عشق منعم نہ بر دسویش پی
نیست از عشق ذات شیدائی	عشق فعل است وان نہ اسمائی

اللہ جلشانہ نے ملائکہ کے اِس گمان پر آگاہ ہو کر چاہا کہ اپنے خلیل ابراہیم کو اِس الزام
سے پاک کرے اور ملائکہ پر ثابت کر دے کہ یہہ عاشق ذات ہے نہ عاشق نعمت
اِس لیئے ملائکہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور امتحان لو چنانچہ ملائکہ نے یہ سُنکر ؎

خلعت از صورت بشر کردند	سبحہ گویاں برو گذر کردند
بانگ تسبیح و نعرہ تہلیل	برگرفتند در جوار خلیل

زان نوای صدای جان افزا / عقل و هوش خلیل رفت از جا
نام جانان شنید و جان افشاند / آستین بر همه جهان افشاند
ای خوش آن نغمهای درد آمیز / که بود ذوق بخش و شور انگیز
برکند عقل را ز بیخ و ز بن / نو کند درد درونهٔ عشق کهن
چون شدند آن گروه سبحه سرا / خامش از سبحه‌های هوش ربا
باخود آمد خلیل و داد آواز / کین نوا از سر کنید آغاز
جان من از سماع ناشده سیر / بر خموشی چرا شدید دلیر
حالت صوفیان نگشته تمام / بر مغنی بود سکوت حرام
نیست در مذهب مسلمانی / جز با تمام ذبح قربانی
قدسیان گوهر ادب سفتند / در جواب خلیل حق گفتند
تا کی این ذکر رایگان گوییم / کار کردیم مزد آن جوییم
زانچه دارم زمال گفت عقار / می کنم بر شما دو دانگ نثار
بار دیگر کنید سبحهٔ خدا / این نوای طرب فزای ادا
به بیان بلیغ و لفظ فصیح / برگرفتند قدسیان تسبیح
بانگ قدوس نعرهٔ سبوح / شد براهیم را مهیج روح
دل و جانش ورا هستر آمد / وجد و حال گذشته باز آمد
قدسیان باز لب فرو بستند / زان صدای خموش بنشستند
بانگ برداشت آن ستوده سیر / که فدا می کنم دو دانگ دگر
سبحه خوانان مزد جوی شدند / مزد دیدند و سبحه گوی شدند

بانگ سبوح بر فگند در ملکوت — ذکر ذوالکبریاء و الجبروت

چون دگر بار زمرهٔ ملکوت — بر لب خود زدند مهر سکوت

تا که شوق بر گرفت خلیل — گفت آنچه دارم من از کثیر و قلیل

جمله را می کنم فداے شما — تا ز ہم بگسلد نداے شما

تشنه شد زین سرود و خروش — کر شدم در سماع آن همه گوش

باز آغاز آن ندا کردند — ورد تسبیح خود ادا کردند

شد خلیل از نواے ایشان مست — داد یکبارگی عنان از دست

هر چه بودش ز ملک و مال پسند — جمله در پاے مطربان افگند

ز آتش امتحان چو ابراهیم — خالص آمد چو زر ناب سلیم

قدسیان پیش او شدند عیان — که بگو ایم از خداے جهان

آدمی نیستیم با ملکیم — نقد پنہاے ترا محکیم

آمده بهر امتحان تو ایم — تا قد مخزن نہان تو ایم

لله الحمد کامدی به شمار — چون زر ده دہی تمام عیار

تو خلیلی و در تو عشق خدا — متحلل شده ز سر تا پا

چون دلت از خداے نشکیبد — تاج خلعت ترا همی زیبد

بشر ابن حارث سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بغداد کے محلے میں ایک شخص کو ہزار کوڑے مارے گئے وہ کچھ نہ بولا پھر اُس کو جیل خانے کو لیچلے میں بھی اُسکے پیچھے پیچھے ہولیا موقع پاکر میں نے اُس سے پوچھا کہ کس جرم میں تمکو یہہ سزا دی گئی جواب دیا جرم عشق میں نے پوچھا اسقدر مار کھا کر تم چپ کیوں رہے

جواب دیا کہ معشوق مجھے دیکھہ رہا تھا یہہ سُنکر میں نے کہا کہ دنیا کے معشوقون سے تو نے اسقدر عشق کیا معشوق اکبر کی طرف تو نے اپنا دل کیون نہ لگایا یہہ سُنکر اُس نے ایک نعرہ مارا اور مر گیا۔

حکایت

بشر ابن حارث کہتے ہیں کہ میں ایک جزیرہ کو گیا وہاں میں نے ایک آدمی کو دیکھا اندہا کوڑہی مجنون جسکو مرگی آتی تہی کہ وہ پڑا ہوا تہا اور چیونٹیان اُسکا گوشت کہا رہی تہیں مجہہ کو رحم آیا میں نے اُسکا سر اوٹھا کر اپنے زانو پر رکہا اور اُس سے پوچھا کہ یہہ حالت تیری کس سبب سے ہے بعد دیر کے اُسکو افاقہ ہوا میری باتین سُنکر کہنے لگا کہ یہہ فضولی کون ہے میرے اور میرے پروردگار کے بیچ میں کیوں دخل دیتا ہے میرا محبوب مجھے مارتا ہے میں اُسکو سہتا ہوں اگر وہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو کیا اُس کی محبت میرے دل سے جاتی رہیگی جتنا چاہے ستالے روز بروز میری محبت اُس سے بڑہتی جائیگی۔

حکایت

سعید ابن احمد کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک جوان کو دیکہا کہ اُسکے ہاتھ میں چھری ہے اور تماشائی لوگ اُسکو گہیرے ہوے ہیں اور وہ چلا چلا کر یہہ کہہ رہا ہے شعر

یوم الفراق من القیامۃ اطول	والموت من الم الفراق اجمل

کہ فراق کا دن قیامت سے بہی بڑا ہے اور موت جدائی سے بہتر ہے۔

یہہ کہتے ہوے اپنے پیٹ میں چھری مار لی اور مر گیا میں نے لوگوں سے پوچھا

کہ یہ کون تھا اور اسکا حال کیا تھا لوگوں نے کہا کہ یہ ایک شخص کو چاہتا تھا
کہ محبوب اس کا آج اس کو نہ ملا ایک روز کی جدائی کا بھی صدمہ نہ اوٹھا سکا۔
روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام نے حضرت جبرئیل ؑ
سے کہا کہ مجھے کسی خاص بندے کو اللہ کے دکھلا دو حضرت جبرئیل نے اُنکو ایک
شخص کا نشان دیا وہاں جاکر حضرت یونس نے اُسکو دیکھا کہ جذام سے ہاتھ پاؤں
اُسکے بالکل گر گئے ہیں اور آنکھوں سے اندہا اور کانوں سے بہرا ہو رہا ہے اور یہہ کہہ
رہا ہے کہ الٰہی جو کچھ تو نے چاہا سو کیا جو تو نے چاہا وہ مجھ سے لے لیا مجھکو کسی چیز کے
جانیکا کچھہ غم نہیں اس لئے کہ تو نے اپنی محبت میرے دل سے نہیں لی اگر تو ہے
تو پھر کسی چیز کا غم نہیں ہے۔

حکایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اُنکا گذر ایک آدمی پر ہوا جو کہ اندہا
اور اپاہج اور مفلوج تہا بالکل بدن اُسکا جذام سے سٹر گیا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ الٰہی
ہزار ہزار تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھکو اُس بلا سے بچا لیا کہ جس میں اور تیری خلقت مبتلا
ہے حضرت عیسیٰ نے کہا کیا خوب کچھہ اور بلا بھی باقی ہے کہ جس سے تو بچا ہوا ہے
اُس نے کہا کہ یا روح اللہ آپ نہیں جانتے کہ اصل بلا یہ ہے کہ اللہ جلشانہ اپنی
معرفت دل سے اوٹھا لے وہ اُس نے میرے دل سے نہیں اوٹھائی حضرت
عیسیٰ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑہا اُس نے ہاتھ بڑہایا حضرت
عیسیٰ نے اپنا ہاتھ اُسکے بدن پر پھیرا سب بیماریاں جاتی رہیں اور وہ نہایت خوشرو
خوبصورت جوان ہو گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو لیا اور ہمیشہ حضرت

عیسی علیہ السلام کی صحبت میں رہکر عبادت کیا کرتا تھا۔

حکایت

حضرت شبلی جب جہل خانے میں قید تھے اسوقت اُنکے پاس ایک مرتبہ کچھ لوگ گئے حضرت شبلی نے اُن سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو انھوں نے کہا کہ ہم تمہارے دوست ہیں حضرت شبلی نے کہا اچھا آگے آؤ جب وہ آگے بڑھے حضرت شبلی نے پتھروں سے مارنا شروع کیا سب بھاگ گئے حضرت شبلی نے پکار کر کہا کہ اے جھوٹھو محبوب کی مار سے بھاگتے ہو اگر تم میرے محب ہوتے تو میری بلاؤن پر صبر کرتے غرض کہ ان حکایات سے اہل معرفت جان سکتے ہیں کہ رضا بہت بڑا مقام مقامات اہل دین سے ہے اور یہی اہل محبت کو سب چیزون سے زیادہ تر لذیذ ہے جو شخص اللہ جل شانہ کی محبت کا دعوی کرے اور پھر اُسکی بلاؤں پر راضی نہ رہے وہ جھوٹا ہے۔

بیان اسکا کہ دعا منافی رضا نہیں ہے

اگر کوئی پوچھے کہ رضا بالقضا اللہ اعلی ترین مقامات سے ہے تو انبیا نے جب انکو کسی قسم کی تکلیف پہونچی ہے کیوں دعا کی ہے حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جن سے بڑھکر کسی کو درجہ محبت اور مرتبہ رضا نہیں دیا گیا خود دعا کی ہے بلکہ اللہ جل شانہ خود اپنے بندون کی تعریف کرتا ہے کہ یدعوننا کہ ہم سے دعا کرتے ہین جواب اسکا یہہ ہے کہ دعا بھی اظہار احتیاج اپنے ہی محبوب سے ہے اس لئے وہ منافی رضا نہیں اور دعا میں لطف مناجات ہے کہ جس کے

سبب سے اولیاء اللہ دعا کرتے ہیں اور اس میں اظہار جلال اور قدرت اللہ جل شانہ کا ہوتا ہے اور اس حیلے سے اللہ جل شانہ سے باتیں کرنیکا موقع ملتا ہے اور سوای اسکے اور کوئی غرض دعا سے نہیں ہے کہ خود اللہ جل شانہ دعا کرنیکا حکم دیتا ہے کہ مجھ سے مانگو پس دعا اگر نہ کریں تو استغنا اور بے پروائی معلوم ہو اور اللہ جل شانہ دعا کرنے والون سے بہت خوش ہوتا ہے ؎

من نمیدانم کہ میخواہد دلش	تا بود غوغا بگرد منزلش
میکنم چندان فغان در حضرتش	تا فرود آید ز بالا رحمتش
چیست ادعونی کدامست اسئلو	گر نمی خواہد گدایان را علو
آہ و گریہ بر درش چندان کنم	تا بخود آن غنچہ را خندان کنم
ای اخی دست از دعا کردن بدار	با قبول و بارد آنت چہ کار

شیخ ابوالحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ دعا کرنے والے کو چاہیئے کہ دعا میں ذوق اور فرحت اسکو مناجات سے ہو اور یہ سمجھے کہ یہہ ذریعہ محبوب کی یاد کا ہے اور قضاء حاجت اور حصول مطلب پر کچھہ التفات نہ کرے جسقدر دیر اجابت میں ہو اتنا ہی شوق زیادہ ہو اور سمجھے کہ ہم مقبولان بارگاہ الٰہی سے ہیں اور مناجات کا ذریعہ اور باتون کا وسیلہ ابھی باقی ہے ایسے ہی دعا کرنیوالون کی شان میں مولانا لکھتے ہین ؎

دل ز حرص مدعا خالی شدہ	ذوق عجز و بندگی حالی شدہ
گر اجابت شان فہو المراد	ورنہ یا دیدار نقد آید کشاد
ہیچ نبود از دعا مطلوب شان	جز سخن کردن بآن شیرین زبان

ور کند ر دلذت آن بہشت	بھر تقریب سخن بار دگر

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ ہرگز یہہ نہ کہنا چاہیئے کہ میں خدا سے سوال نہیں کرتا ہوں بلکہ ہمیشہ اُسی سے سوال کرنا چاہیئے اِس لئے کہ وہ خود فرماتا ہے (ادعونی استجب لکم) پس سوال اظہار اپنے عبودیت کا اور اقرار خدا کی الوہیت کا ہے بندہ کا کام ہے کہ آقا سے مانگتا رہے۔

عاشقوں کی حکایتیں

کسی نے ایک عاشق سے پوچھا کہ تم عاشق ہو جواب دیا نہیں ہم معشوق ہیں عاشق ہمیشہ دکھ میں رہتا ہے اور ہم ہمیشہ عیش میں ہیں پھر اُس سے پوچھا کہ ہم سنتے ہیں کہ منجملہ چالیس ابدال کے ایک تو بھی ہے اُس نے کہا نہیں وہ سب چالیس میں ہی ہوں پھر اُس سے پوچھا کہ ہم سنتے ہیں کہ تو حضرت خضر علیہ السلام سے ملتا ہے وہ مسکرایا اور کہنے لگا میں اُن کا مشتاق نہیں ہوں وہی میرے مشتاق رہتے ہیں وے میرا ملنا چاہتے ہیں اور میں اُن سے چھپتا پھرتا ہوں۔

حکایت

حضرت یحییٰ بن معاذ نے حضرت بایزید بسطامی کو بعد نماز عشا کے دیکھا کہ صبح تک مسجد میں رہے پھر اُٹھے اور یہہ کہنے لگے کہ الٰہی بعضوں نے تجھے چاہا تو نے انکو پانی پر چلنے اور ہوا پر اُڑنے کی طاقت دی اور وہ اس پر راضی ہو گئے اور بعضوں نے تجھ کو چاہا تو نے اُن کو طے ارض کی طاقت دی اور وہ اِس پر راضی

ہو گئے بعضوں نے تجھکو چاہا تو نے اُن کو تمام زمین کے خزانے دے دئے اور وہ اس پر راضی ہو گئے اور میں پناہ مانگتا ہوں اِن سب چیزوں سے اور کچھ نہیں چاہتا یہہ کہکر وہ میری طرف متوجہ ہوے مجھ سے پوچھا کہ تو کس وقت سے یہاں ہی میں نے کہا کہ بہت دیر ہوئی یہہ سنکر چپ ہو رہے تب میں نے عرض کی کہ یاحضرت مجھ سے کچھ باتیں کیجیئے تب کہا کہ اچھا جو تیرے لایق ہے وہ تجھ سے کہتا ہوں سن کہ مجھ کو اللہ جلشانہ سب سے نیچے کے آسمان میں لے گیا اور تمام ملکوت سفلی میں مجھ کو پھرایا اور سب زمینیں اور جو کچھ تحت الثریٰ تک ہے دکھلایا پھر مجھ کو سب سے اوپر والے آسمان پر لے گیا وہاں سب آسمانوں کی سیر کرائی اور جنت سے لیکر عرش تک سب کچھ دکھلایا پھر اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا کہ مانگ جو کچھ مانگتا ہو میں نے کہا کہ الٰہی سواے تیرے مجھے کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوئی پس تجھ سے میں تجھی کو مانگتا ہوں تب خداوند عالم نے فرمایا کہ (انت عبدی حقا) میں تجھکو دونگا جو تو چاہتا ہے۔

حکایت

حضرت شبلی کے حال میں لکھا ہے کہ ابتداے عشق میں اُن کا یہہ حال تھا کہ جب کسی شخص کے منہ سے خدا کا نام نکلتا وہ کہتے کہ اِس کا منھہ شکر سے بھر دینا چاہیئے اور لڑکوں کو شکر بانٹتے اور اُن سے اللہ اللہ کہلاتے اخیر پر یہہ حال ہو گیا کہ جو کوئی خدا کا نام اُنکے سامنے لیتا وہ چاہتے کہ اِسکا سر بدن سے جدا کر دیجئے لوگوں نے اِسکا سبب پوچھا جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی غیر غفلت سے میرے محبوب کا نام زبان پر لاوے اور پھر یہہ حال اُن کا ہو گیا کہ غلبۂ اشتیاق میں

اُنھوں نے اپنے آپ کو دجلہ میں گرادیا تا کہ ڈوب جاویں موج نے اونکو کنارے پہ
لاڈالا تب اُنھوں نے اپنے آپ کو آگ میں ڈالا کچھ اثر نہ ہوا ہرچند اُنھوں نے اپنے
آپ کو ہلاک کرنا چاہا کچھ فائدہ نہ ہوا اور بیقراری اُنکی زیادہ ہوئی تب یہہ کہکر چلانے لگے
(ویل لمن یقتله النار والماء والسباع والجبال) کہ افسوس ہے اُسپر جسکو نہ آگ
ہلاک کرسکے نہ پانی نہ درندہ نہ پہاڑ آواز آئی کہ (من کان مقتول الحق لایقتله غیره)
کہ جو کوئی خدا کا مارا ہوا ہے اُسکو کوئی نہیں مارسکتا پھر ایسے دیوانے ہوگئے کہ چند
مرتبہ اونکو قید کیا زنجیریں پہنائیں کسی طرح پر چین نہ پڑا اور روز بروز دیوانگی اُن کی
زیادہ ہوتی گئی۔

حکایت

اُنھیں کے حال میں لکھا ہے کہ ایک روز ہاتھ میں آگ لیکر چلے اور کہنے لگے
کہ میں کعبہ کو جاتا ہوں کہ اس آگ سے اُسکو جلادوں تا کہ سب خلایق خدا کے کعبہ
کی طرف متوجہ ہوں اور ایک روز ایک لکڑی کے دونوں سروں میں آگ لگاکر چلے
اور کہنے لگے کہ میں جاتا ہوں بہشت و دوزخ دونوں کو جلادوں تا کہ خلایق عبادت
بے سبب کریں۔

حکایت

اُنھیں کے حال میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چند شبانہ روز ایک درخت پر رقص
کرتے رہے اور کہتے رہے ہو ہو لوگوں نے پوچھا یہہ کیا حال ہے کہا ایک
فاختہ اس درخت پر بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہے کوکو میں جواب دے رہا ہوں ہو ہو
کہ تو کہاں کہاں ڈھونڈھتی ہے وہ تو ہر جگہہ موجود ہے۔

حکایت

انھیں کے حال میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک جنازہ کو دیکھا کہ جسکے پیچھے ایک شخص روتا ہوا یہہ کہتا چلا جاتا ہے (اہ من فراق الولد) شبلی بھی اُسکے پیچھے ہو لئے اور یہہ کہکر چلانے لگے (آہ من فراق الاحد)

حکایت

انھیں کے حال میں لکھا ہے کہ جب وہ مر گئے تو کسینے اُن کو خواب میں دیکھکر پوچھا کہ کہو منکر نکیر سے کیسی گذری جواب دیا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا وہ آئے اور مجھسے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہے میں نے جواب دیا کہ ہمارا خدا وہ ہے کہ جس نے تم کو اور سب فرشتوں کو حکم کیا کہ ہمارے باپ یعنی آدم کو سجدہ کرو اور ہم اپنے باپ کی پشت میں تھے اور تمہارا حال دیکھہ رہے تھے یہہ سنکر منکر نکیر کہنے لگے یہ تو سب اولاد آدم ایسے ہی سے جواب دیتا ہے اور یہہ کہکر چلے گئے۔

حکایت

حضرت رابعہ بصری کے حال میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حج کو چلیں جنگل میں کعبہ دیکھا کہ اُنکے استقبال کے لئے آیا حضرت رابعہ نے کہا کہ مرا رب البیت می باید ترا چہ کنم کہاں ہے وہ جسنے فرمایا ہے (من تقرب الی شبر اتقربت الیہ ذراعا) میری طرف ایک بالشت چلے میں اُس کی طرف گز بھر چلوں فقط الحمد للہ علی الاتمام والصلوٰۃ والسلام علی سید الانام

بالخیر

نام کتاب	قیمت
یونس کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ کاغذ سفید جلد طلائی - - - - - - -	سے ر
ایضاً ایضاً کاغذ زرد جلد سادہ - - - - - - -	سے ر
تفسیر القرآن جلد پنجم اس جلد مین سورہ ہود سورہ یوسف سورہ رعد سورہ ابراہیم سورہ حجر - اور سورہ نحل کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ مجلد طلا	سے ر
تفسیر القرآن جلد ششم اس جلد مین سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ کاغذ سفید جلد طلائی - - - - - - -	سے ر
ایضاً ایضاً کاغذ زرد " سادہ	سے ۸ ر
خطبات احمدیہ مصنفہ سرسید احمد خان مرحوم - کاغذ عمدہ جلد پختہ - -	سے ۴ ر
ایضاً ایضاً ایضاً جلد خام -	سے ر
النظر مصنفہ سرسید احمد خان مرحوم - اس مین آٹھ رسالے شامل ہین جن مین امام غزالی کے بعض مضامین پر محققانہ بحث کی گئی ہے - - - - - -	۱۲ ر
ابطال غلامی مصنفہ سرسید احمد خان مرحوم اس مین نہایت تحقیق اور اجتہاد سے اسبات پر بحث کیگئی ہے کہ اسلام نے غلامی کو باطل ٹھیرایا ہے	عہ ر
امہات المومنین کا جواب - یہ سرسید کا آخری مضمون ہے جو وفات سے چند دن قبل لکھنا شروع کیا تھا - - - - - - -	۴ ر
آیات اللہ الکاملہ ترجمہ اردو کتاب حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث	عہ ۱۲ ر
اعجاز التنزیل مصنفہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب مرحوم - وزیر اعظم ریاست پٹیالہ -	سے ر
دعوت اسلام - ترجمہ پریچنگ آف اسلام مصنفہ ٹی ڈبلیو آرنلڈ - - - -	سے ر

قیمت	نام کتاب
عہ/۸	رسائل شبلی شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کے گیارہ مختلف مضامین کا مجموعہ
عہ	الفاروق ہر دو حصہ یعنی حضرت عمر فاروق ؓ کی مکمل سوانح عمری مرتبہ شمس العلما مولوی شبلی
عہ	المامون معہ الجزیہ یعنی مامون الرشید کی زندگی کے واقعات
عہ/۵	سیرۃ النعمان سوانح عمری امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ شمس العلما مولوی شبلی
عہ/۴	تاریخ علم کلام حصہ اول شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی سب سے آخری اور نئی تصنیف
عا/۸	عجائب الاسفار جلد اول یعنی سفرنامہ شیخ ابن بطوطہ
عا/۴	ایضاً جلد دوم ایضاً ایضاً
عہ/۵	سفرنامہ روم و مصر و شام شمس العلما مولانا محمد شبلی نعمانی کا سفرنامہ
[illegible]	سیر حامدی یعنی سفرنامہ جناب نواب محمد حامد علیخان بہادر والی ریاست رامپور متعلقہ سفر یورپ
عا/۸	وقایع سیر و سیاحت ڈاکٹر برنیر جس میں واقعات عہد سلطنت شاہجہان و اورنگ زیب درج ہیں قیمت ہر دو حصہ
سے	حیات جاوید یعنی لائف سر سید احمد خان مرحوم بلا ضمیمہ جات طبع دوم
سہ	تزک عبدالرحمانی کے ہر دو حصہ جات جس میں امیر عبدالرحمان خان نے خود اپنی سوانح عمری لکھی ہی اور اسکا اردو ترجمہ محمد حسن خان صاحب نے کیا ہی قیمت ہر دو حصہ
عہ/۸	تاریخ پیغمبران حصہ اول جس میں ابتدائی آفرینش عالم و پیدایش حضرت آدم ؑ و کل انبیائی مرسلین کے حالات و معجزات مفصل سلیس اردو میں لکھے گئے ہیں قیمت فی جلد